رضوان من اللہ اکبر

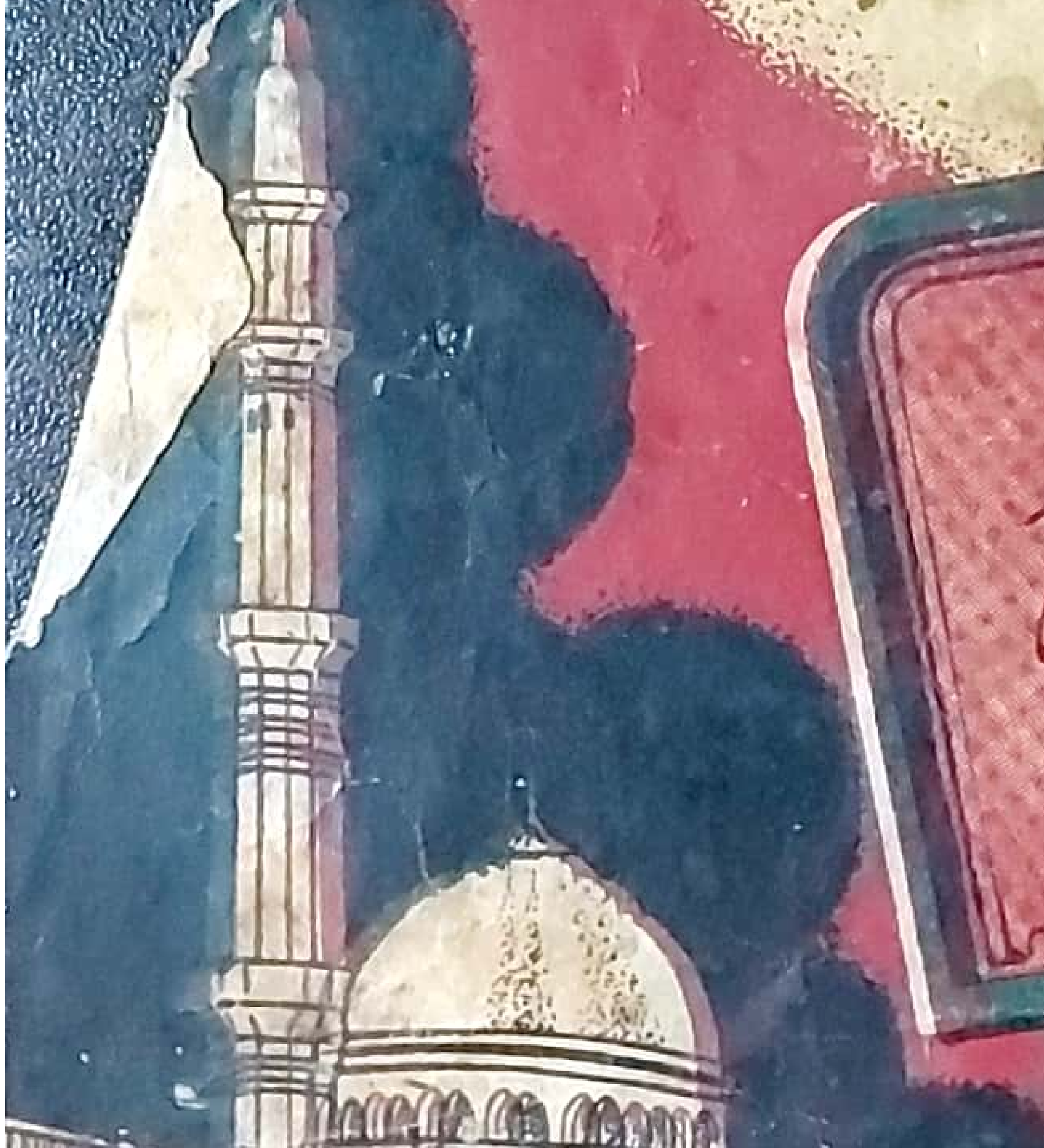

رضوان
میلاد نمبر

قیمت
۸ آنے

مرتب
سید محمود احمد رضوی

اہل سنت وجماعت کا مذہبی ترجمان

حضور علیہ السلام کے فضلات کی خوشبو ص ۴۲ ص ۴۰ ص ۵۳ ص ۵۵

رضوان . میلاد نمبر

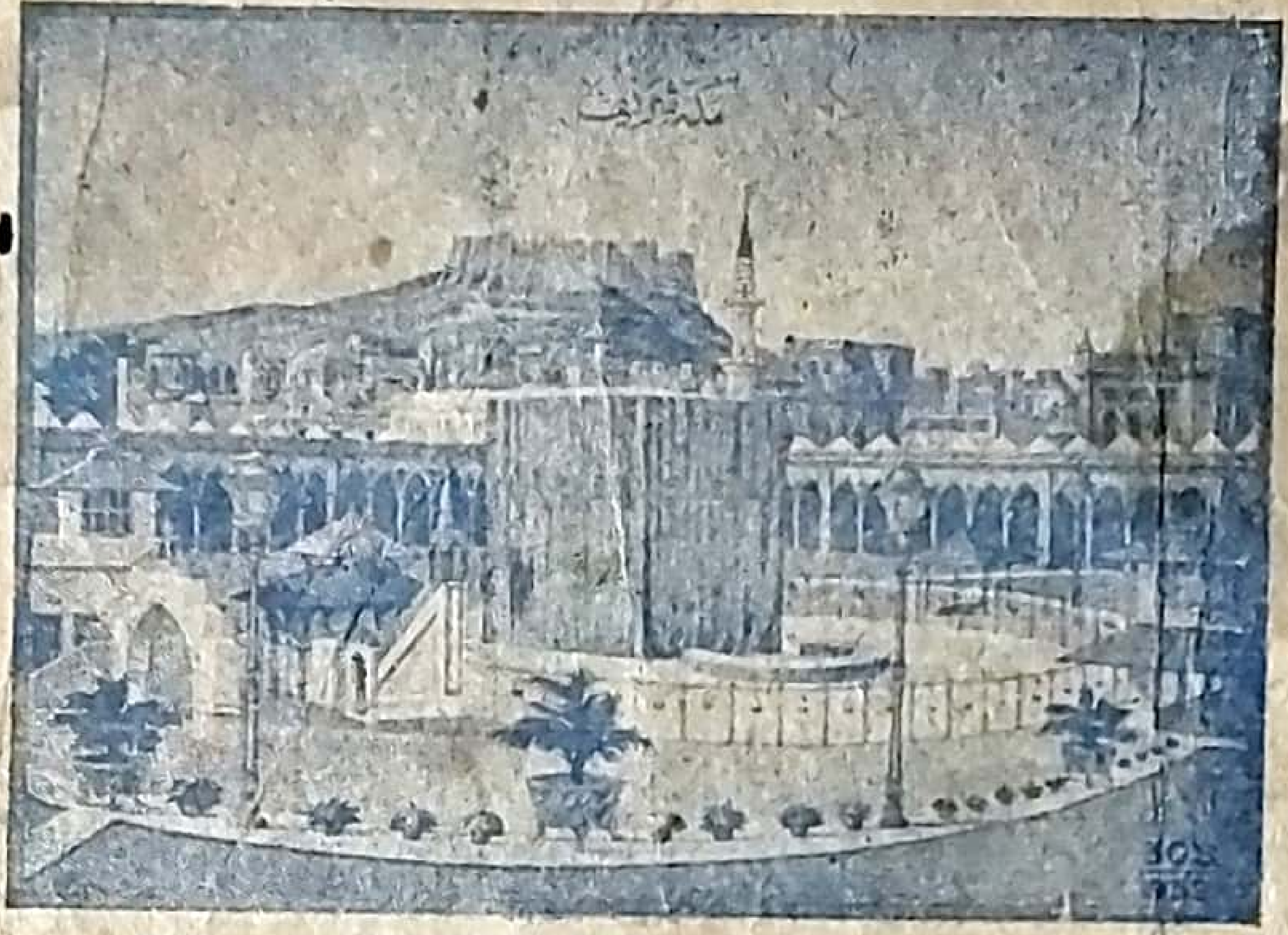

کعبہ شریف

کعبہ بھی ھے انہیں کی تجلی کا
ایک ظل
انہیں کے عکس سے پتلی
حجر کی ھے

★

روضہ مبارک

سیدنا امام حسین سیدا
علیہ الرحمتہ

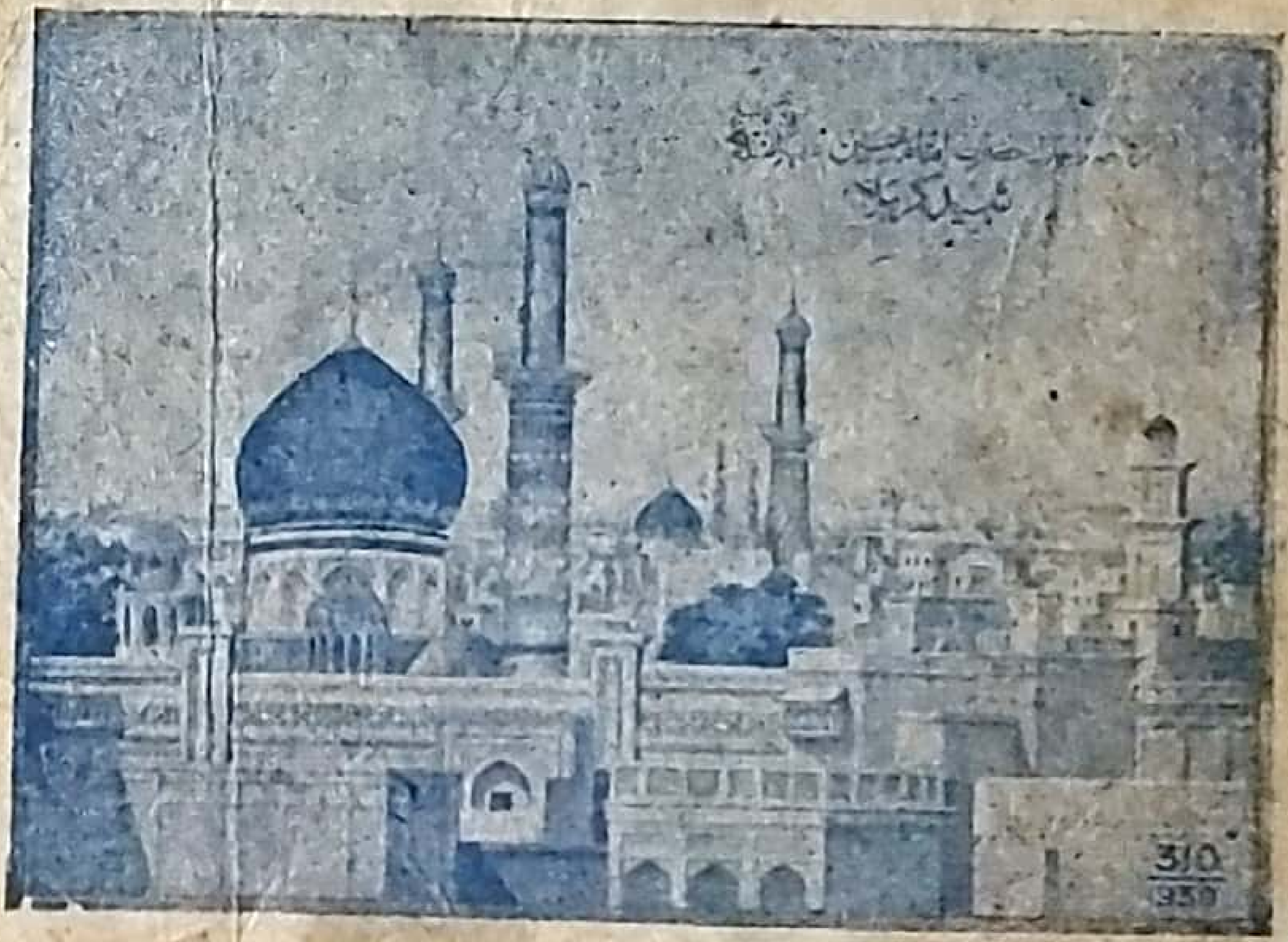

رضوان من اللہ اکبر

جریدہ رضوان لاہور

اہلسنت وجماعت کا مذہبی ترجمان

میلاد نمبر
المعروف
خصائص مصطفےٰ
تالیف
محمود احمد رضوی مدیر رضوان

مدیر مسئول
محمود احمد رضوی

چندہ سالانہ ۶ روپے
ششماہی ۳ روپے

جلد ۵ شمارہ ۴۳ و ۴۴

۲۸ نومبر ۱۹۵۲ء

ترتیب

چمنستانِ نعوت	۲	گوشِ مبارک	۴۱
نگاہِ اولین	۵	دستِ مصطفےٰ	۴۵
بے مثل بشریت	۶	جسم مبارک	۵۱
نورانی بشریت	۹	قلبِ منوّر	۵۵
ظہور سے پہلے	۱۱	قد مبارک	۵۷
تذکارِ ولادت	۱۴	فضلات مبارک	۶۰
اخلاق نبوی	۱۷	قدم مبارک	۶۴
حلیہ اقدس	۲۷	حاضر و ناظر	۶۶
زبانِ مبارک	۳۲	خواب گاہِ مصطفےٰ	۶۹
چشمانِ مقدس	۳۶	کلامِ تعقیبہ	۷۵
موئے مبارک	۳۹		

قیمت ۸ (آٹھ آنے)

اس نمبر کی اشاعت فرما کر توشہ دارین حاصل کریں

قصیدہ نوری

حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ العزیز

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بُو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

ہویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا اک اک ستارہ نور کا

ے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا چمکا ستارہ نور کا

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

تیری نسل پاک سے ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

پشت پر ڈھلکا سر انور سے شملہ نور کا
دیکھیں موسیٰ طور سے اترا صحیفہ نور کا

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نو

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

اے رضا یہ احمد نوری کا فیض نور ہے
ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

آئی نسیمِ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

شاعرِ رضوان سید منظور الحسن صباؔ حسنی

گل ہیں فدائے روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم — فرحتِ جاں خوشبوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
آئی نسیمِ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

باغ میں ہر سو عیش فراواں، بلبل نالاں مست و غزل خواں — رنگِ مسرت صاف نمایاں، سارا گلستاں خلد بداماں
آئی نسیمِ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ذرہ ذرہ مہر بداماں، صحرا صحرا رشکِ گلستاں — قطرہ قطرہ دریا ساماں، بادل بادل ابرِ بہاراں
آئی نسیمِ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

غنچوں میں نافے کی سی مہک ہے، باغوں پہ بھی فردوس کا شک ہے — ذروں میں تاروں کی سی چمک ہے، اشکوں میں موتی کی سی دمک ہے
آئی نسیمِ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ظلمتِ شب ہمرنگِ سحر ہے، ذرۂ خاکی رشکِ قمر ہے — روشن و تاباں بحر و بر ہے، جلوے میں ڈوبی ڈوبی نظر ہے
آئی نسیمِ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

جھوم رہی ہیں مست ہوائیں، چہروں سے سرکیں غم کی ردائیں — نور کی ہر سو چھائیں گھٹائیں، مہکی مہکی ساری فضائیں
آئی نسیمِ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

مٹ گئی ساری رنجشِ دورانی، ختم ہوئی صرصر کی ژانی — ہو گئے ظالم پانی پانی، آنے لگی غنچوں پہ جوانی
آئی نسیمِ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

آج فضا بھی عطر فشاں ہے، محوِ مسرت کون و مکاں ہے — دامنِ صحرا رشکِ جناں ہے، رنگِ طرب ہر شے سے عیاں ہے
آئی نسیمِ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

غنچۂ رنگیں محوِ تبسم، بلبلِ شیدا وقفِ ترنم — موسیٰ حیراں طور ہے گم سم، ہو گیا افشا رازِ تکلم
آئی نسیمِ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کیف میں ڈوبی ڈوبی فضا ہے، حسن سراپا جلوہ نما ہے — نور سے اب معمور گھٹا ہے، محوِ مسرت آج صبا ہے
آئی نسیمِ کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

چمنستانِ نعت

اے کفر جھکا سر وہ شہِ بُت شکن آیا

مولانا حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

کس گل کی ہے آمد کہ خزاں دیدہ چمن میں
آتا ہے نظر نقشۂ گلزارِ ارم آج

کس چاند کی پھیلی ہے ضیاء کیا یہ سماں ہے
ہر بام پہ ہے جلوہ نما نورِ قدم آج

تسلیم میں سر، وجد میں دل، منتظر آنکھیں
کس پھول کے مشتاق ہیں مرغانِ حرم آج

ظاہر ہے کہ سلطانِ دو عالم کی ہے آمد
کعبہ پہ ہُوا نصب جو یہ سبز علم آج

اے کفر جھکا سر وہ شہِ بُت شکن آیا
گردن ہے تیری دم میں تہِ تیغِ دو دم آج

نذرانہ میں سر دینے کو حاضر ہے زمانہ
اس بزم میں کس شاہ کے آتے ہیں قدم آج

کل نارِ جہنم سے حسن امن و اماں ہو
اس مالکِ فردوس پہ صدقے ہوں جو ہم آج

حضورؐ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔ مگر ہماری بشریت اور آپ کی بشریت میں زمین و آسمان کا فرق ہے کہاں وہ ذات ستودہ صفات جو خلیفہ حق ہے اور مقام قاب قوسین تک جس کی رسائی ہے حریم خلوت گاہ قدس میں پہنچکر جو عین ذات کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اور کہاں ہم؟ مولانا فرماتے ہیں ؎

اے ہزاران جبرئیل اندر بشر | کہ حضور کی بشریت کا تو ہزاروں
بہرِ حق سوئے غریباں یک نظر | جبرئیل بھی مقابلہ نہیں کر سکتے!

یعنی حضورؐ نورِ مجسم بے مثل بشر ہیں۔ اور آپ کی بشریت اور انسانیت عام انسانوں کی طرح نہیں ہے اور آپ کو اپنا جیسا بشر کہنا۔ اور آپ کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ کرنا۔ گمراہی و بے دینی ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ بعض گستاخ لوگ یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ حضور کو اپنا جیسا بشر یا بھائی نہ کہیں۔ تو کیا کہیں۔ آپ ہماری طرح کھاتے پیتے۔ سوتے جاگتے ہیں۔ اتنی باتوں میں شریک ہیں۔ لہذا ہماری طرح بشر ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ ہی غلط ہے۔ کہ حضورؐ ہماری طرح کھاتے ہیں۔ کیونکہ ہم روٹی کے محتاج پانی کے بغیر ہمارا جینا ناممکن۔ اور حضورؐ کسی چیز کے محتاج نہیں۔ خود فرماتے ہیں۔

اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِیْ ۔ (بخاری و مسلم) | میں رب کے ہاں شب گذارتا ہوں۔ مجھے میرا رب کھلاتا پلاتا ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضورؐ کو کھانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن کھایا کیوں؟ صرف تعلیم امت کیلئے اور یہ بتانے کے لئے کہ کھانے پینے کا طریقہ یہ ہے۔ سیدھے ہاتھ سے کھاؤ۔ مل کر کھاؤ۔ بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ وغیرہ وغیرہ حضور سید المرسلین علیہ السلام کا کھانا پینا۔ چلنا پھرنا تجارت کرنا یہ سب کچھ تعلیم امت کے لئے تھا۔ ورنہ آپ کو کسی چیز کی ضرورت نہ تھی۔ خودؐ فرماتے ہیں ؎۔

یَا عَائِشَۃُ لَوْ شِئْتُ لَصَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّھَبِ (بخاری) | اے عائشہ اگر میں چاہوں تو سونے چاندی کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کریں۔

اللہ اکبر چاندی۔ سونا۔ اور دنیا کی نعمتیں آپ کے قدموں تلے ہیں۔ مگر سرکار اپنی شہنشاہی کا اظہار نہیں فرماتے۔ اور اپنے اختیارات و فضائل کو چھپاتے ہیں۔ اور امت کو فقر و زہد کی تعلیم دے رہے ہیں ؎

قدموں پہ ڈھیر اشرفیوں کا پڑا ہوا
اور سات دن سے پیٹ پہ پتھر بندھا ہوا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے بطن اقدس پر پتھر باندھنا۔ اپنا کام خود سرانجام دینا۔ سادی غذا استعمال کرنا۔ کاشانۂ نبوت سے سات سات دن تک دھویں کا نہ اٹھنا۔ اس لئے نہ تھا۔ کہ آپ کے گھر

Scanned with CamScanner

میں اٹھانا نہ تھا۔ بلکہ یہ سب تعلیم امت کیلئے تھا۔ اور اس میں اس طرف اشارہ تھا کہ جس طرح میں مرضی الٰہی پر راضی ہوں۔ اسی طرح اگر تم پر بھی آفتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں۔ اور دین کی راہ میں بھوکا رہنا پڑے۔ تو صبر و شکر کا دامن تھامے رکھنا۔ اور زبان پر ناشکری کے کلمات نہ لانا۔

افسوس سرکارؐ نے تو زہد و فقر کی تعلیم دی۔ اور امتّ کو سبق پڑھانے کے لئے سب کچھ خود کیا۔ مگر باغیوں نے ہمسری کا دعویٰ کر دیا۔ اور آپ کو اپنے جیسا بشر کہنے لگ گئے۔

منکرانِ عظمت رسُول اگر ایمان کی نظر سے دیکھیں۔ اور تعصّب و ہٹ دھرمی کو بالائے طاق رکھ دیں۔ تو ایک ادنیٰ سے فکر سے انہیں معلوم ہوگا۔ کہ حضورؐ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عبادات۔ معاملات۔ احکامات اور اپنے جسم مبارک کے خصوصیات کے لحاظ سے کسی بات میں بھی ہم جیسے نہیں ہیں۔ کتاب خصائص مصطفےٰ میں۔ آپ کے اعضاءِ مبارک کے خصوصیات معجزات فضائل مناقب پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور آپ کے سراپائے اقدس کا نقشہ ہے جو اہل محبت کے ایمان کی تازگی کا سبب ہے اور منکرانِ عظمت رسُول کے لئے اتمام حجت ہے اور انہیں دعوت ہے کہ وہ سراپائے مبارک کا مطالعہ کر کے حق کو قبول کریں۔ کیونکہ آج اور اسی دُنیا میں موقع ہے ؎

آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اقسام بشریّت

کہیعص کی تفسیر میں حضرت شیخ رکن الدولہ سمنانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سہ صورت است یکے صورت بشری اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ دوم صورت ملکی چنانکہ فرمودہ لَسْتُ كَاَحَدِكُمْ اَبِيْتُ عِنْدَ رَبِّیْ۔ سوم صورت حقی۔ کما قال لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِیْ فِيْهِ مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ

روح البیان ص ۳۱۲ ج ۱۶ مصر

کہ حضور علیہ السلام کی تین صورتیں ہیں (۱) صورت بشری جس کا بیان آیہ انما انا بشر میں ہے (۲) صورت ملکی جس کے متعلق خود حضورؐ نے فرمایا۔ میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ میں رب کے پاس رات گزارتا ہوں (۳) صورت حقی۔ جس کے متعلق فرمایا۔ میرے لئے خدا کے پاس ایک ایسی ساعت ہے۔ جس میں نبی مرسل اور ملک مقرب کی بھی رسائی نہیں ہے۔

عارضی بشریّت:۔ امام واسطی رحمۃ اللہ علیہ آیہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ کی تفسیر میں فرماتے ہیں

اخبر اللہ بھذا الآیۃ انّ البشریۃ

اس آیت میں اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ میرے نبی کی

فی بنیہٖ عارضیۃ و اضافیۃ لا حقیقۃ روح البیان ج ۹ ص۲۱	بشریت عارضی ہے عارضیہ ہے اضافی ہے حقیقی نہیں ہے۔

ان دو ایمان افروز وہابیت سوز عبارتوں کو بار بار پڑھیے۔ کہ بڑے بڑے افاضل حضورؐ کی بشریت وانسانیت کی حقیقت کو سمجھنے میں حیران ہیں۔ اور اس دریا کا کنارہ کسی کو بھی ہاتھ نہ آیا ہے مختصر یہ کہ

محمدؐ سرِّ وحدت ہے کوئی رمز اس کی کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

نورانی بشریت

امام عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ۔ جو امام بخاری مسلم احمد بن حنبل کے استاذ الاستاذ ہیں۔ وہ اپنے مصنّف میں حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے عرض کی یا رسُول اللہ مجھے یہ بتایئے کہ سب سے پہلے اللہ نے کس چیز کو پیدا فرمایا۔ حضورؐ نے جواب دیا۔

یا جابر اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ قَبلَ الاشیاء نورَ نبیک مِن نورِہٖ (مصنف عبدالرزاق)	اے جابر اللہ نے تمام اشیاء سے قبل تیرے نبیؐ کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

فوائد: (۱) حدیث ہذا میں مِن نورِہٖ کا لفظ ہے ہ کی ضمیر خاص ذات خدا کی طرف لوٹتی ہے جس سے ثابت ہُوا۔ کہ حضورؐ کا نور اللہ کے ذاتی نور سے پیدا ہوا۔ نور صفاتی سے نہیں

(۲) اب رہا یہ سوال کہ حضور کا نور اللہ کے نور سے کیونکر اور کس کیفیت سے پیدا ہُوا۔ اس کی حقیقت اور اس کی کیفیّت اللہ ہی جانتا ہے۔ ایک مسلمان کیلئے تو حدیث مذکور پر ایمان لانا ہی ضروری ہے۔

(۳) یہ کہنا کہ حضورؐ کا نورُ اللہ کے نور کا جزء یا عین ہے یا اللہ کے نور کا کوئی حصہ جدا ہو کر حضور کے نور میں آگیا یہ سخت گمراہی اور کفر ہے۔

(۴) یہاں یہ بھی یاد رکھیئے کہ حضورؐ کا نورُ اللہؐ کے نورؐ سے پیدا ہُوا۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ حضورؐ کا نور اور اللہ کا نورؐ ایک ہیں۔ کیونکہ مضاف مضاف الیہ میں مغایرت شرط ہے۔ عام طور پر بولتے ہیں۔ ناقۃ اللہ۔ روح اللہ۔ بیت اللہ۔ یہ اضافات تشریفی ہیں۔ اور اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا ہے۔ کہ خانہ کعبہ کی اینٹ پتھر۔ اللہ کی ذات کے جزء یا عین ہیں۔ بلا تمثیل یہ ہی حال حضور کے نور کا ہے

(۵) اللہ کے ذاتی نور سے حضورؐ کے نورؐ کے پیدا ہونے کی یہ مثال دی جاسکتی ہے

ایک شمع سے ہزار شمعیں روشن کی جائیں تو ظاہر ہے کہ پہلی شمع کے نور کا کوئی حصہ جدا ہو کر دوسری شمعوں میں نہ آیا۔

(٦) علم ہیئت کا مسئلہ ہے کہ ستارے اور چاند اپنا ذاتی نور نہیں رکھتے۔ بہ روشن نہیں ہیں سورج کے محتاج ہیں سورج جب درجہ توسط میں پہنچتا ہے تو یہ چاند اور ستارے سورج سے نور لے کر روشن ہو جاتے ہیں۔ یہاں بھی ذات شمس سے جس پر روشنی ڈالی وہ روشن ہو گیا۔ مگر ذات شمس سے کچھ جدا ہوا۔ نہ اس کے نور میں کمی آئی۔ اور نہ سورج کے نور کا کوئی حصہ منتقل ہوا۔ بلا تمثیل یہی حال حضور کے نور کا خدا کے نور سے پیدا ہونے کا ہے۔

(۷) علاوہ ازیں نور کا بھی جسم ہوتا ہے۔ اور اس معنیٰ میں اللہ عزوجل کو نور کہنا کفر ہے۔ کیونکہ اللہ جسم و جسمانیت سے پاک ہے مختصر یہ کہ حدیث مذکور پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے خصوصاً جبکہ قرآن پاک میں بھی حضور علیہ السلام پر نور کا اطلاق آیا ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتَابٌ مُّبِيْنٌ ۔ اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا ہے۔

تیری نسل پاک سے ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

بہرحال سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقت کے جاننے کا دعویٰ کرنا۔ اور آپ کے متعلق یہ کہنا کہ ہمارے جیسے بشر اور انسان ہیں۔ حضور کی سخت ترین توہین ہے۔ اور سخت ترامر کی طرف منجر ہے۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ کمال خلق کی طرح کمال خلقت میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضور کی مثل کسی کو پیدا نہیں کیا۔ اور نہ کرے گا۔ علامہ کمال الدین الامیری الشافعی حیوٰۃ الحیوان میں فرماتے ہیں۔

لَمْ يَخْلُقِ الرَّحْمٰنُ مِثْلَ مُحَمَّدٍ اَبَدًا وَّ
عِلْمِيْ اِنَّهٗ لَا يَخْلُقُ (حیوٰۃ الحیوان جزو اول ص۲۳)

اللہ نے حضور کے مثل کسی کو پیدا نہیں فرمایا۔
اور نہ پیدا فرمائے گا۔

عام طور پر وہابی۔ دیوبندی حضرات عوام کو بہکانے کے لئے یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اہلسنت وجماعت حضور کی بشریت ہی کے منکر ہیں۔ حالانکہ یہ محض افتراء و بہتان ہے۔ اہلسنت آپ کی بشریت کے قائل ہیں مگر آپ کو اپنا جیسا بشر اور انسان نہیں مانتے۔ اور آپ کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں ؎

شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

ظہور سے پہلے

صفحات تاریخ شاہد ہیں کہ چھٹی صدی عیسوی کے وسط میں یورپ میں تاریکی و جہالت کی حکمرانی تھی ہر سمت جدال اور بے چینی و بدامنی کے شرارے بلند تھے۔ ایک عظیم الشان بت "وڈن" کی پرستش ہوتی تھی اور اس کو خدا کا نائب سمجھا جاتا تھا۔

"فارس" میں زر۔ زمین۔ زن کے جھگڑے شائع تھے۔ اخلاق انسانی کا جنازہ نکل چکا تھا۔ آتش پرستی افضل ترین عبادت سمجھی جاتی تھی۔ "ہندوستان" میں سنگ پرستی اور دیوتا نوازی کا شور تھا۔

چاند۔ سورج۔ گائے۔ بندر۔ ہاتھی۔ شہد کی مکھی۔ سانپ وغیرہ قابلِ پرستش سمجھے جاتے تھے اور ان سے دعائیں مانگی جاتی تھیں۔ لوگوں کا یقین تھا۔ کہ خدا ان میں سمایا ہوا ہے۔

"چین" میں سلاطین پرستی نے رنگ جما رکھا تھا بادشاہ وقت کو خدا سمجھا جاتا تھا۔ جب ایک بادشاہ کا انتقال ہو جاتا تھا۔ اور اس کا وارث تخت نشین ہوتا تھا۔ تو لوگ یقین کر لیتے تھے کہ اب خدائی موجودہ بادشاہ کے ہاتھ آ گئی ہے۔

مصر میں یہودیت اور نصرانیت دست و گریبان ہو رہی تھی مسئلہ تثلیث پر رنگ آمیزیاں کی جا رہی تھیں بے حد ہا مختلف العقائد فرقے پیدا ہو گئے تھے۔ مذہبی روایات کا مضحکہ اڑایا جاتا تھا۔ مختلف فرقے ایک دوسرے کے جانی دشمن بنے ہوئے تھے۔ (ہسٹری آف دی ورلڈ) عرب جن تاریکیوں اور جہالتوں میں مبتلا تھا اور جن اخلاقی خرابیوں اور گمراہیوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔ ان کا حال کس قدر تفصیل کے ساتھ لکھنا مناسب ہے۔ عرب میں معاشرتی۔ تمدنی، اخلاقی کمزوریاں اس قدر پیدا ہو گئی تھیں۔ کہ سرزمین عرب کے انسان برائے نام انسان رہ گئے۔

صاحب مسامرۃ الاخبار لکھتے ہیں۔ کہ جدل و قتال خونخواری و ڈاکہ زنی۔ نشہ بازی و زناکاری، سود خوری و قمار بازی عرب میں شائع تھی۔ فحش باتوں سے پرہیز بالکل نہ کیا جاتا تھا۔ ہر شخص افعال و اقوال میں آزاد تھا۔ دوشیزہ اور خوبصورت لڑکیوں کے نام اشعار لکھے جاتے تھے۔ اور بازاروں میں گائے جاتے تھے کوئی ولولہ اور ارمان چھپا کر نہ رکھا جاتا تھا۔

زنا پر بجائے ندامت کے فخر کیا جاتا تھا۔ اور مجالس میں اپنی قوت مردمی کی تعریف کی جاتی۔ نشہ سے زیادہ محبوب کوئی شغل نہ تھا۔ پھر بادہ نوشی و بدمستی کی حالت میں نہایت شرمناک افعال کئے جاتے تھے اور افعال قبیحہ پر تفاخر کیا جاتا تھا۔

قمار بازی شرفاء و امراء کا بہترین مشغلہ تھا جا بجا قمار خانے کھلے ہوئے تھے جن میں بڑے بڑے دولتمند شریک ہوتے تھے اور بڑی بڑی رقمیں اور جائدادیں ہارتے

جنتے تھے۔

سُود خواری۔ نہایت معزز پیشہ سمجھا جاتا تھا۔ نہایت بیدردی کے ساتھ ضرورت مندوں کے گلے پر چھُری چلائی جاتی تھی۔

لونڈیوں کو ناچنا گانا سکھلا کر بازاروں میں بٹھلایا جاتا تھا۔ وہ اپنی عصمت فروشی کے ذریعے جو کچھ کماتی تھیں وہ آقا کا حق تصور ہوتا تھا۔ اور اس آمدنی کے روپے سے عظیم الشان دعوتیں ہوتی تھیں۔

ڈاکہ زنی اور رہزنی کے ذریعے مال و دولت جمع کرنا مستحسن نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔

جدال وقتال، دو قبیلوں کے درمیان جب جنگ چھڑ جاتی تھی۔ تو پچیس پچیس تیس تیس سال تک جاری رہتی تھی۔ ہزاروں خون ہو جاتے تھے۔ اس قسم کی لڑائیاں شعر و شاعری یا گھوڑ دوڑ وغیرہ میں پیدا ہوتی تھی۔

عورت کی حیثیت نہایت ہی ذلیل تھی۔ وہ کوئی حق نہ رکھتی تھی مردوں کو اختیار تھا۔ جو چاہیں سو کریں۔ جتنی عورتوں سے چاہیں نکاح کریں۔ سوتیلی ماں سے نکاح جائز سمجھا جاتا تھا۔ لڑکیاں موجب ننگ و عار سمجھی جاتی تھیں اگر کوئی خاص وجہ مانع نہ ہوتی تھی۔ تو لڑکی پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔

معبود۔ ہر قبیلہ اور ہر گھر کا جُدا جُدا ہوتا تھا۔ لیکن ہبل۔ اساف۔ نائلہ۔ لات و منات عظیم القدر معبود سمجھے جاتے تھے۔ اور تمام لوگ ان کی پرستش کرتے تھے۔

مذاہب۔ دہریہ۔ بت پرست۔ یہودی۔ عیسائی مجوسی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ دہریے کسی پیغمبر یا آسمانی کتاب کے قائل نہیں تھے۔ بلکہ خدا سے بھی انکار کرتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے۔ کہ دُنیا ہمیشہ سے آباد ہے اور ایسی ہی رہے گی۔ بت پرست بتوں کو پُوجتے تھے یہُودیوں نے کعبہ کے اندر حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کے نام کے بُت رکھ چھوڑے تھے۔ ان کو ہی پُوجتے تھے۔ عیسائی تثلیث کے قائل تھے اور انہوں نے بھی تین بُت کعبہ میں رکھ چھوڑے تھے جن کی صبح و شام پرستش کرتے تھے۔ مجوسی آگ کی پرستش کرتے تھے۔

طریقِ عبادت

عبادت کا طریقہ نہایت غیر مہذبانہ اور شرمناک تھا، پرستاران اصنام برہنہ ہو کر بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ لباس ہر قسم کے گناہوں سے آلودہ ہوتا ہے۔ صاحب روح البیان لکھتے ہیں۔ کہ کان الرجل فی الجاهلیة اذا سافر حمل معه اربعة احجار ثلثة یقذر بها والمرابع یعبد

عرب کی جہالت کا یہ حال تھا کہ کہیں مسافرت میں چار پتھر راستے میں سے اٹھا لیتے تھے۔ تین پتھروں سے استنجا کر لیا۔ اور ایک کو معبُود بنا لیا۔ تاریخ ابن اثیر میں ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کی یہ حالت تھی۔ کہ جب کسی پتھر کو پُوجتے پوجتے بہت دن گذر جاتے تو پھر کسی نئے معبُود کی تلاش میں ر[illegible] اور جب کہیں اچھا سا پتھر مل جاتا تھا۔ تو پرانے مع[illegible] کو نکال دیتے تھے۔ اور نئے معبود کی پرستش ک[illegible]

لگتے تھے۔ غرضیکہ طرح طرح کی گمراہیاں اور تاریکیاں مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک پھیلی ہوئی تھیں۔ انسانیت و شرافت اور تہذیب و تمدن کا نام و نشان تک مٹ چکا تھا۔ خدائے واحد القہار کی وحدانیت و منزلت دلوں سے محو ہو چکی تھی۔ بجبر و بہ انسانی جذباتوں سے تنگ آ گئے تھے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر اس قدر گمراہی پھیل گئی تھی۔ نور حقانیت باطل کی تاریکیوں سے ماند پڑ گیا تھا۔ یکایک غیرت الٰہی جوش میں آئی۔ اور اللہ عزوجل نے مخلوق کی ہدایت کے لئے ایک رہبر اعظم کو بھیجا۔ اور یہ آسمانِ نبوت کا نیر اعظم ۲۰۔ اپریل ۵۷۱ء کو نور الٰہی بن کر چمکا۔

رحمۃ العلمین نے جاء الحق و زھق الباطل کے عالمگیر اعلان کے ساتھ ظہور فرمایا۔ اور آپ نے دنیا میں تشریف لا کر ان تمام گمراہیوں اور خرابیوں کو دور کر دیا جن کو دنیا میں چھائے ہوئے مسلسل کئی صدیاں گذر چکی تھیں۔ آپ نے دنیا کو اصول مدنیت و علوم حقائق سکھائے اور خالق و مخلوق و مالک و مملوک کے تعلقات بتلائے عبودیت و معبودیت کا فرق ظاہر کیا۔ اور پرستارانِ باطل کو خدائے واحد القہار کے سامنے جھکا دیا۔

یا ایھا الناس قد جاء کم برھان من ربکم
وانزلنا الیکم نوراً مبینا ۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

طلوعِ اجلال

آمنہ پاک فرماتی ہیں کہ جب سرکار نے میرے شکم سے طلوعِ اجلال فرمایا۔

میں نے دیکھا کہ سجدہ میں پڑے ہیں پھر ایک سفید ابر نے آ کر آپ کو ڈھانپ لیا۔ اور آپ میری نظروں سے غائب ہو گئے پھر پردہ ہٹا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ایک اونی سفید کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور سبز ریشمین بچھونا بچھا ہے اور گوہر شاداب کی کنجیاں حضور کی مٹھی میں ہیں اور ایک منادی پکار رہا ہے۔

قبض محمد علی مفاتیح الربح و مفاتیح النبوۃ	کہ نصرت کی کنجیاں۔ نفع کی کنجیاں اور نبوت کی کنجیاں سب پر محمد رسول اللہ نے قبضہ فرمایا۔

پھر ایک اور ابر نے آ کر حضور کو ڈھانپا کہ آپ میری نگاہ سے غائب ہو گئے۔ پھر روشن ہوئے۔ تو کیا دیکھتی ہوں۔ کہ سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے۔

بخ بخ قبض محمد علی الدنیا کلہا ۔ واہ واہ ساری دنیا محمد رسول اللہ کی مٹھی میں آئی زمین و آسمان کی کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔

وہ ماہِ عرب آج کعبہ میں چمکا
جو مالک ہے سارے عرب اور عجم کا

تذکارِ ولادت

طلوعِ روشنی جیسے نشان ہو شب کی آمد کا
ظہورِ حق کی حجت ہے جہاں میں نورِ احمدؐ کا

ساعاتِ انتظار ختم ہوئیں۔ اور نورِ نبوّت درجہ بدرجہ منتقل ہوتا ہُوا۔ سیدنا عبد المطلب کی پیشانی اقدس میں جلوہ گر ہُوا حضرتِ عبدالمطلب کی پیشانی چمکنے لگی۔ اور آپ کے جسم سے مُشکِ عنبر کی خوشبو مہکنے لگی۔ جب اہلِ مکّہ پر کوئی مصیبت و مشکل آتی۔ تو لوگ جمع ہو کر حضرتِ عبدالمطلب کو پہاڑ پر لے جاتے ان کے وسیلہ سے دُعا مانگتے۔ تو نورِ نبوی کی برکت سے مشکلیں آسان مصیبتیں دُور اور قحط دفع ہو جاتا تھا۔

ابرہہ یمن سے مع اپنے لشکرِ جرار اور سفید ہاتھیوں کے خانہ کعبہ ڈھانے کے لئے آیا۔ اور قریش کے اُونٹ ہکا لے گیا۔ حضرتِ عبدالمطلب پہاڑ پر تشریف لے گئے وہاں نورِ نبوی ان کی پیشانی میں مثلِ ہلال چمکا اور اس کی جہانگیر روشنی سے بیت اللہ جگمگا گیا حضرتِ عبدالمطلب نے ایک سفید ہاتھی کو طلب کیا۔ جب ہاتھی سامنے لایا گیا۔ اور اس کی نظر پیشانی عبدالمطلب پر پڑی تو ہاتھی سجدہ میں گر پڑا اور پکار اُٹھا۔

"کہ اے عبدالمطلب سلام ہو اس نورِ مقدس پر۔ جو تمہاری پیشانی میں چمک رہا ہے"

پس اللہ عزوجل نے ابابیلیں بھیجیں۔ جو مسُور کی دال کے برابر تین تین کنکریاں لائیں اور لشکرِ ابرہہ کو تہہ و بالا کر گئیں۔ قرآن حکیم میں اسی واقعہ کو بیان کیا گیا ہے

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ — محبوب کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے اصحابِ فیل کے ساتھ کیا کیا؟

سبحان اللہ لفظ الم تر یہ بتا رہا ہے کہ نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لانے سے قبل بھی حالاتِ عالم کا مشاہدہ فرما رہے تھے ؎

عالم میں کیا ہے جس کی تجھکو خبر نہیں
ذرّہ ہے کونسا تری جس پر نظر نہیں

ایک روز حضرت عبدالمطلب آرام فرما رہے تھے قسمت جاگی اور آپ نے خواب دیکھا۔ کہ ایک درخت سرسبز و شاداب زمین سے نمودار ہُوا۔ اور طرفۃ العین میں اتنا بلند ہُوا۔ کہ اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیل گئیں۔ اور اس سے ایک نورِ عظیم چمکا کہ ضیاء آفتاب سے ستر حصہ زیادہ روشن اور عرب و عجم کو اس کے حضور سجدہ کناں دیکھا۔ کاہنوں سے خواب کی تعبیر پوچھی۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ تمہار[ی] سے وہ نیرِ رسالت و نبوّت طلوع ہو گا۔ کہ ج[...]

رسالت و نبوت، حکومت و شوکت، جاہ و منزلت قدر و رفعت کا ڈنکا عالم میں بجے گا۔ القصہ نورِ نبوت پیشانی عبدالمطلب سے حضرت عبداللہ میں جلوہ گستر ہوا۔ حضرت عبداللہ حسن و جمال میں یکتا تھے۔ نورِ محمدی نے ان کی قسمت کو جگا دیا۔

حضرت عبداللہ بُت خانہ سے گذرتے۔ تو بتوں سے آواز آتی اے عبداللہ والدِ رسول اللہ ہمارے قریب نہ آیئے۔ کیونکہ نورِ محمدی تمہاری پیشانی میں جلوہ گر ہے۔ جو ہماری تباہی و بربادی کا باعث ہوگا آپ جب جانوروں کا شکار کرنا چاہتے تو جانور آپ کے پاس آجاتے۔ اور صاف کہتے کہ "اے عبداللہ تمہاری پیشانی میں جو نورِ نبوت چمک رہا ہے ہم تو خود اس کے شکار ہیں حضرت عبداللہ جس سوکھے درخت کے نیچے بیٹھ جاتے وہ درخت ہرا ہو جاتا۔ خشک جنگلوں سے گذرتے تو نورِ نبوی کی برکت سے وہ جنگل سرسبز و شاداب ہو جاتا۔

حضرت عبداللہ کے حسن کا یہ عالم تھا۔ کہ قریشی عورتیں آپ پر فریفتہ ہو گئیں۔ راہ میں کھڑے ہو کر آپ کا انتظار کیا کرتیں۔ اور اپنے دام میں پھنسانے کی تدبیریں کرتیں۔ مگر اللہ نے ان کو نورِ نبوی کی برکت سے محفوظ رکھا۔ بعض لوگ اہلِ کتاب سے یہ معلوم کر کے کہ پیغمبر آخر الزماں کا ظہور حضرت عبداللہ سے ہوگا۔ آپ کے دشمن ہو گئے۔ اور قتل کی تدبیریں سوچنے لگے۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ جنگل میں تن تنہا تھے۔ دشمنوں نے گھیر لیا۔ قتل کا ارادہ کیا۔ کہ یکایک غیب سے چند سوار نمودار ہوئے۔ جنہوں نے دشمنوں کو فی النار کر دیا۔ اس واقعہ کو وہب زہری یعنی حضرت آمنہ کے والد دیکھ رہے تھے۔ اپنی بی بی سے کہا۔ کہ میں نے عبداللہ سے عجیب آثار دیکھے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیٹی آمنہ کا نکاح عبداللہ سے کر دوں المختصر طرفین کی رضامندی سے نکاح ہو گیا۔

جس رات نورِ نبوی آپ کی والدہ کو ملا۔ اس شب ملکوت میں پکار دیا گیا کہ عالم کو انوارِ قدس سے روشن کر دیا جائے۔ رضوان کو حکم ہوا۔ کہ جنت کی آئینہ بندی کی جائے۔ اور درہائے بہشت کھول دئے جائیں اور تمام عالم کو خوشبو سے مُعطّر کر دیا جائے حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے حمل مبارک کی نشانیوں سے یہ تھا۔

كل دَآبَةٍ لِقُرَيْشٍ نطقت تلكَ اللَّيلةِ وَقَالَتْ حمل رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ وَهُوَ امان الدُّنيا وسِرَاجُ اَهْلِهَا

اس رات قریش کے تمام چوپاؤں نے کلام کیا۔ اور کہا کہ رب کعبہ کی قسم آسمانِ نبوت کا مہرتاباں حمل میں تشریف فرما ہوئے۔ وہ تمام دنیا کے پناہ اور جہاں کے سورج ہیں۔

تو ہے خورشید رسالت پیارے
چھپ گئے تیری ضیاء میں تارے
انبیاء اور ہیں سب مہ پارے
تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں!

آمنہ پاک فرماتی ہیں۔ مجھ کو کوئی آثار حمل معلوم نہ

ہوئے جب چھ مہینے گزرے تو کسی نے خواب میں کہا تیرے حمل میں بہترین اولادِ آدم جلوہ گر ہے اسی طرح ہر ماہ انبیاء کرام کے مقدس گروہ آپ کی والدہ ماجدہ کو ظہور قدسی کی بشارت سناتے رہے جب ماہ ربیع الاول شروع ہوا۔ تو عالم انوار آسماں سے منور ہو گیا اور ساتویں رات سیدنا ابراہیم نے۔ اور گیارھویں شب ایک منادی نے ندا کی۔ آمنہ تیرے بطن سے مولود کریم کا ظہور ہوگا۔ ان کا نام **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم رکھنا جب آثار شروع ہوئے میں تنہا تھی۔ ایک خوفناک آواز میں نے سنی جس سے میں کانپ گئی پھر ایک فرشتہ بشکل مرغ سفید آیا۔ جس نے اپنے پر میرے سینہ پر ملے خوف جاتا رہا۔

پھر ایک پیالہ شربت کا پایا جس کو میں نے سیر ہو کر پیا۔ میں نے دیکھا۔ کہ عبد المناف کی بیٹیاں میرے گرد کھڑی ہیں۔ میں حیران ہو گئی اتنے میں ان عورتوں میں سے ایک نے کہا۔ میں آسیہ فرعون کی عورت، اور میں مریم بنت عمران ہوں۔ ہم سب بحکم خدا جنت سے تمہاری خدمت کے لئے آئی ہیں۔

اس رات انوار زمین و آسمان تاباں اور ستارے مائل بزمیں ہوئے فارس کا آتشکدہ سرد ہو گیا۔ نوشیرواں کے محل کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ ملائکہ زمین پر اترے جبرائیل و اسرافیل حاضر ہوئے۔ ایک علم مشرق میں ایک مغرب میں ایک کعبہ کی چھت پر نصب کیا گیا۔ عرش وجد میں جھوم اٹھا۔ کعبہ سجدہ میں گرا۔ روئے زمین کے بت اوندھے گر گئے۔ تخت شیاطین الٹ گئے۔ ابلیس لعین مع اپنی جماعت کوہ بو قبیس پہ اپنا سر ٹکرا کر آہ و نالہ کرنے لگا۔ الغرض۔ دھومیں مچیں آرزومندانِ جمال کی چشمِ تمنا وا ہوئی نرگس منتظر کا فرش بچھا۔ رحمت الٰہی کا شامیانہ تنا۔ گلشنِ تمنا میں بادِ مراد چلی۔ بامِ کعبہ پر علم سبز نصب ہوا۔ کونین کے تاجدار کی آمد کا غلغلہ مچا۔ جہان نور سے معمور ہوا۔ فرح و طرب نے عالم پر قبضہ کیا۔ شب غم نے بستر اٹھایا۔ صبح امید نے چہرہ دکھایا۔ اور ۲۰۔ اپریل ۵۷۱ء یا ۱۲ ربیع الاول کو صبح صادق کے وقت، صبح صادق نے طلوع فرمایا۔ مکہ مکرمہ میں عبد المطلب کے گھر عبد اللہ کے فرزند خلیل اللہ کے نور نظر کونین کے سردار، دارین کے تاجدار نے ہزاراں ہزار جاہ و جلال پہلوئے آمنہ سے صحن عالم میں قدم رکھا۔ سلامی کی شلکیں سر ہوئیں تشنگانِ جمالِ شرابِ دیدار سے سیراب ہوئے۔ آفتابِ حق طالع ہوا۔ نور الٰہی نے جلوہ فرمایا۔ موجودات نے مرحبا کہا

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

در تربیت حضرتِ مقدس — پیغمبر پاک راہبر کس
گنجینۂ کیمیائے سعادت — پیش از ہمہ پیشوائے عالم
تاش بسر بر یاد شاہی — توقیعِ سپیدی و سیاہی

اخلاقِ نبوی کی ایک جھلک

دنیا کے سارے مذہبوں کی بنیاد اخلاق پر ہے۔ اور اس عرصۂ ہستی میں جتنے مصلح تشریف لائے۔ سب نے یہی تعلیم دی۔ کہ سچ بولنا اچھا ہے اور جھوٹ بولنا بُرا ہے۔ لیکن مذہب کے دوسرے ابواب کی طرح اس باب میں بھی ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بعثت ایک تکمیلی حیثیت رکھتی ہے۔ خود آپ نے ارشاد فرمایا:

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ (موطا)	میں حسن اخلاق کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہوں۔

چنانچہ آپ نے اپنی بعثت کے ساتھ ہی اس فرض کو انجام دینا شروع کر دیا۔ ابھی آپ مکہ ہی میں تھے۔ کہ ابوذر نے اپنے بھائی کو آپ کے حالات و تعلقات کی تحقیق کے لئے بھیجا۔ انھوں نے واپس آکر اپنے بھائی کو جن الفاظ میں اطلاع دی وہ یہ تھے:

رَاَیْتُہٗ یَاْمُرُ بِمَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ۔	میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ اخلاق حسنہ کی تعلیم دے رہے ہیں۔

حبشہ کی ہجرت کے زمانہ میں نجاشی نے مسلمانوں کو بلوا کر آپ کی نسبت تحقیق کی اس وقت حضرت جعفر طیار نے جو تقریر کی اس کے چند فقرے یہ ہیں:

"اے بادشاہ ہم لوگ جاہل تھے بتوں کو پوجتے مُردار کھاتے بدکاریاں کرتے ہمسایوں کو ستاتے تھے۔ بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا۔ اس اثنا میں ایک شخص (کریم) ہم میں پیدا ہوئے جنھوں نے تعلیم دی کہ ہم پتھروں کو پوجنا چھوڑ دیں۔ سچ بولیں خونریزی سے باز آئیں۔ یتیم کا مال نہ کھائیں۔ ہمسایوں کو آرام دیں عفیفہ عورتوں پر بدنامی کا داغ نہ لگائیں۔"

چنانچہ قرآن حکیم نے لاکھوں مخالفوں اور اہل عناد کی بھیڑ میں ہمارے داعی حق اور دنیا کے آخری معلّم اخلاق کی نسبت یہ اعلان فرمایا:

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔	محبوب تم اخلاق کے بڑے درجہ پر ہو۔

حُسنِ اخلاق

بے بناوٹ ادا پہ ہزاروں درود بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام

حسنِ اخلاق حضور پُر نُور سرورِ کائنات علیہ السلام کی ایک ممتاز صفت تھی۔ حضرت عائشہ۔ علی۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو مدتوں خدمتِ نبویؐ میں رہے ہیں سب کا متفقہ بیان ہے کہ آپ نہایت نرم مزاج، خوش اخلاق اور نیکو سیرت تھے۔ چہرۂ اقدس ہنس مکھ تھا۔ وقار و متانت سے گفتگو فرماتے تھے۔ کسی کی خاطر شکنی نہ فرماتے تھے۔

ابو داؤد کی حدیث میں ہے کہ اکثر خدّام خدمتِ اقدس میں پانی لے کر آتے تاکہ آپ ہاتھ ڈال دیں اور پانی متبرک ہو جائے۔ جاڑوں کا موسم اور صبح کا وقت ہوتا مگر پھر بھی حضور انکار نہ فرماتے تھے ؎

نرمیِ خوئے لینت پہ دائم درود، گرمیِ شانِ سطوت پہ لاکھوں سلام

حُسنِ معاملہ

معاملہ کی صفائی اور دیانت یہ بھی حضور علیہ السلام

کی ایک خاص صفت تھی۔ نبوت سے قبل جن لوگوں کے ساتھ آپ کے تاجرانہ تعلقات تھے انہوں نے ہمیشہ آپ کے حسنِ معاملہ و دیانت کا اعتراف کیا ہے۔ نبوت کے اظہار کے بعد بھی گو قریش بغض و عداوت کے جوش سے لبریز تھے۔ مگر پھر بھی حضور کا ہی دولت کدہ ان کی دولت کے لئے مقام مامون تھا۔ ایک دفعہ ایک بدّو آیا۔ جس کا کچھ قرضہ آپ پر آتا تھا۔ بدو عموماً وحشی ہوتے ہیں اس نے نہایت سختی سے گفتگو کی۔ صحابہ نے اس گستاخی پر اس کو ڈانٹا اور کہا تجھے معلوم ہے تو کس سے ہمکلام ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ تم کو بدّو کا ساتھ دینا چاہیئے تھا۔ کیونکہ اس کا حق ہے پھر آپ نے صحابہ کو اس کا قرض ادا کر دینے کا حکم دیا۔ (ابن ماجہ)

عدل و انصاف

عدالت و صداقت حضور علیہ السلام کے خصائص عظمیٰ میں سے ہے باوجودیکہ آپ کو عرب کے سینکڑوں قبیلوں سے سابقہ پڑتا تھا۔ یہ آپس میں دشمن ہوتے تھے اگر ایک کے موافق فیصلہ کیا جاتا تو دوسرا دشمن ہو جاتا مگر سبحان اللہ ان عظیم مشکلات اور پیچیدگیوں کے باوجود نبی کریم کے عدل و انصاف کا پلّہ کسی طرف نہ جھکنے پایا۔ ایک دفعہ ایک قریشی عورت نے چوری کی۔ قریش اپنی عزت و عظمت و خاندانی شرافت کی بنا پر یہ چاہتے تھے کہ یہ سزا سے بچ جائے۔ حضرت اسامہ بن زید نے خدمتِ نبوی میں سفارش کی۔ آپ کا چہرہ اقدس سرخ ہو گیا۔ فرمایا :

أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ۔	اسامہ۔ خدا کی مقرر کردہ حدود میں سفارش کرتے ہو؟

پھر آپ نے خطبہ دیا جس میں یہ بھی فرمایا کہ بنی اسرائیل اسی کی بدولت تباہ ہوئے۔ کہ وہ غربا پر حد جاری کرتے تھے۔ اور امراء سے درگذر کرتے تھے۔

(بخاری)

عدل و انصاف کا سب سے نازک پہلو وہ ہے کہ خود اپنے مقابلہ میں بھی حق کا رشتہ نہ چھوٹنے پائے ایک دفعہ حضور علیہ السلام مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ گرد و پیش لوگوں کا ہجوم تھا۔ ایک شخص آکر منہ کے بل آپ پر گر پڑا۔ دست اقدس میں ایک چھڑی تھی۔ آپ نے اس چھڑی سے اس کو چوکا دیا۔ اس کے خراش آگئی۔ فرمایا مجھ سے انتقام لے لو۔

(ابن ہشام)

جود و سخا

جود و سخا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت تھی۔ ابن عباس کی روایت ہے کہ آپ سب سے زیادہ سخی تھے خصوصاً رمضان کے مہینہ میں آپ کی سخاوت بہت بڑھ جاتی تھی۔ ایک دفعہ ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ کی بکریوں کا ریوڑ دور تک پھیلا ہوا ہے اس نے درخواست کی۔ آپ نے تمام بکریاں اس کو عطا فرما دیں۔ اس نے اپنے قبیلہ میں جا کر کہا۔ اسلام قبول کر لو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے فیاض ہیں کہ مفلس ہو جانے کی پرواہ نہیں کرتے۔ (بخاری)

نبی علیہ السلام کا معمول تھا کہ جو چیز آتی جب تک خرچ نہ ہو جاتی آپ کو چین نہ آتا۔ بے قراری سی رہتی۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں۔ ایک مرتبہ سرکار مکان تشریف لائے۔ چہرۂ اقدس مغموم تھا۔ میں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ کل جو سات دینار

ہو گئی مگر ابھی تک بستر پر پڑے ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل)

ایک بار عصر کی نماز کے بعد خلافِ معمول فوراً مکان تشریف لے گئے اور پھر واپس تشریف لے آئے لوگوں کو تعجب ہوا تو فرمایا کہ نماز میں خیال آیا کہ کچھ سونا گھر میں پڑا رہ گیا ہے۔ خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رات ہو جائے اور وہ سونا رہ جائے اس لئے گھر جاکر خیرات کر دینے کو کہہ آیا ہوں۔ (بخاری)

غزوہ حنین میں مال کثیر آیا آپ اس کو تقسیم فرما کر واپس آ رہے تھے کہ بدوؤں کو خبر لگی دوڑ کر آئے لپٹ گئے کہ ہمیں بھی کچھ عطا فرمائیے۔ آپ ہجوم سے گھبرا کر ایک درخت کی آڑ میں ہو گئے۔ مگر بدوؤں نے ردائے اقدس تھام لی۔ بالآخر اسی کشاکش میں جسم اطہر سے چادر مبارک ان کے ہاتھ آ گئی۔ فیاض عالم نے فرمایا۔ میری چادر مجھ کو دے دو۔ خدا کی قسم جنگل کے درختوں کے برابر بھی اونٹ میرے پاس ہوتے تو میں تم کو دے دیتا اور تم مجھ کو بخیل نہ پاتے ۔ ہ

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحیٰ تیرا
"نہیں" سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا
فیض ہے یا شہِ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

ایثار

حضور سرور کائنات کے اخلاق و عادات میں جو وصف سب سے زیادہ نمایاں تھا۔ اور جس کا اثر ہر موقع پر نظر آتا تھا۔ وہ ایثار تھا۔ اولاد سے آپ کو بے انتہا محبت تھی۔ سیدہ فاطمہ زہرا جب آتیں تو آپ فرطِ محبت سے کھڑے ہو جاتے۔ پیشانی چومتے اپنی جگہ بٹھاتے۔ مگر اس کے باوجود ایثار کا یہ عالم تھا کہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں کوئی خادمہ نہ تھی۔ آپ خود چکی پیستیں۔ پانی بھرتی تھیں چکی پیستے پیستے ہتھیلیاں چھل گئی تھیں۔ مشک اٹھانے کے اثر سے شانہ پر نیل پڑ گئے تھے۔ ایک دن خدمتِ اقدس میں حاضر آئیں۔ خود تو بپاسِ ادب عرض نہ کر سکیں جناب امیر نے عرض حال کی اور درخواست کی کہ فلاں غزوہ میں جو کنیزیں آئی ہیں ان میں سے ایک مل جائے فرمایا۔ ابھی اصحاب صفہ کا انتظام نہیں ہوا جب تک ان کا انتظام نہ ہو جائے اور طرف توجہ نہیں کر سکتا۔ (ابو داؤد)

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہ و حضرت زبیر کی صاحبزادیاں حاضر آئیں۔ عرض کی فلاں غزوہ میں جو کنیزیں آئی ہیں ایک ہمیں بھی عنایت فرمائیے۔ ارشاد فرمایا بدر کے یتیم تم سے پہلے درخواست کر چکے ہیں۔ (ابو داؤد)

اللہ اکبر۔ یہ تھا ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام والتسلیم کا ایثار زہد و قناعت کہ باوجود اس کے مال و دولت آپ کے قدموں میں پڑا رہتا تھا مگر اپنی ذات اور اپنی اولاد پر اس کو خرچ نہ فرماتے تھے۔

ایک دفعہ ایک عورت نے چادر پیش کی۔ آپ نے قبول فرمالی۔ ایک شخص آئے انہوں نے کہا کیا اچھی چادر ہے آپ نے اتار کر ان کو دے دی۔ اور مکان پر تشریف لے گئے۔ لوگوں نے کہا تم جانتے ہو۔ آپ کو چادر کی ضرورت تھی۔ یہ بھی جانتے ہو کہ سرکار کسی کا سوال رد نہیں فرماتے۔ انھوں نے کہا مگر میں نے تو اس لئے

چادر لی ہے تاکہ اس میں کفن دیا جاؤں۔ اور برکت حاصل کروں۔ (بخاری)

حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ ایثار نبوی کا یہ عالم تھا کہ آپ نے کبھی تین روز تک متواتر سیر ہو کر گیہوں کی روٹی تناول نہ فرمائی ؎

دو جہاں ملک اور جَو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

شرم وحیا

صحاح میں ہے کہ آپ دوشیزہ لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے شرم وحیا کا اثر آپ کی ایک ایک مقدس و دلنواز ادا سے ظاہر ہوتا تھا۔ آپ نے کبھی کسی کے ساتھ بدزبانی نہیں کی۔ بازار میں تشریف لے جاتے۔ تو چپ چاپ گزر جاتے۔ تبسم کے سوا لب مبارک خندہ وقہقہہ سے بہت کم آشنا ہوتے تھے

نیچی آنکھوں کی شرم وحیا پہ درود
اونچی بینی کی رفعت میں لاکھوں سلام
سیدھی سیدھی روش پہ کروڑوں درود
سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام

غربا پروری

نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم غریبوں محتاجوں کی دستگیری فرمایا کرتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن اوفیٰ فرماتے ہیں:

لَا یَأْنَفُ اَنْ یَّمْشِیَ مَعَ الْاَرْمَلَۃِ وَ الْمِسْکِیْنِ فَیَقْضِیَ لَہُ الْحَاجَۃَ۔

بیوہ اور مسکین کے ساتھ چل کر ان کا کام کر دینے میں آپ کو عار نہ تھا۔
(دارمی)

خلق کے دادرس سب کے فریادرس
کہف روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام

ایک دفعہ آپ نماز کے لئے تیار ہوئے۔ ایک بدّو آیا۔ دامنِ اقدس تھام کر بولا میرا ذرا سا کام رہ گیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ بھول جاؤں پہلے اسے کر دیجئے حضور ملجائے بیکساں اس کے ساتھ تشریف لے گئے اس کا کام سرانجام فرما کر پھر نماز ادا فرمائی۔ الغرض غربا پروری۔ بیکس نوازی یہ سرکار کے اعظم اخلاق میں سے تھا۔ اور درِ دولت پر سائلوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی اور آپ کی یہ شان تھی ؎

آتا ہے غریبوں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو

عزم واستقلال

عزم راسخ ویقین محکم آپ میں بدرجہ اکمل موجود تھا۔ چنانچہ اسلام کا ایک ایک کارنامہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عزم واستقلال کا مظہرِ اتم ہے عرب کے کفرستان میں نبی علیہ السلام تنِ تنہا دعوتِ حق بلند کرتے ہیں۔ ریگستانِ عرب کا ذرہ ذرہ مخالفت میں پہاڑ بن کر سامنے آ جاتا ہے۔ لیکن وقار نبوت وعزم رسالت سے ٹھوکر کھا کر پیچھے ہٹ جاتا ہے اور مخالفین کی تمام قوتیں پاش پاش ہو جاتی ہیں ؎

کڑک تھی وہ بجلی کی یا صوتِ ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

ایک مرتبہ صحابہ نے کفار کی ایذا رسانی سے تنگ آ کر عرض کیا۔ سرکار ہمارے لئے دعا کیوں نہیں فرماتے یہ سن کر چہرۂ اقدس سرخ ہو گیا۔ فرمایا تم سے پہلے جو لوگ تھے ان کو آرے سے چیر کر دو ٹکڑے کر د جاتا تھا۔ اور ان کے بدن پہ لوہے کی کنگیاں چلا جاتی تھیں۔ لیکن یہ آزمائش بھی انہیں مذہب سے برگشتہ

نہ کرتی قسم بخدا اسلام اپنے مرتبہ کمال کو پہنچ کر رہے گا یہاں تک کہ صنعاء سے حضر موت تک ایک سوار بے خطر چلا آئے گا۔ اور اس کو خدا کے سوا کسی کا خوف نہ ہو گا

(بخاری)

مکہ میں رؤسائے قریش جب ہر قسم کی تدبیروں سے تھک گئے۔ تو انہوں نے حضور کے سامنے حکومت کا تخت، زر و جواہر کا خزانہ، حسن کی دولت پیش کی ان میں ہر ایک چیز بڑے سے بڑے بہادروں کے قدم ڈگمگا دینے کے لئے کافی تھی۔ لیکن آپ نے نہایت ذلت کے ساتھ ان کی اس درخواست کو ٹھکرا دیا بالآخر آخری مونس و ہمدم ابو طالب نے بھی ساتھ چھوڑنا چاہا تو یہ غور و فکر کا آخری لمحہ اور عزم و استقلال کا آخری امتحان تھا۔ اس وقت آپ نے جواب میں جو کلمات فرمائے عالم کائنات میں ثبات و پامردی کے اظہار کا سب سے آخری طریقہ تعبیر تھا۔ آپ نے فرمایا:

"چچا! اگر قریش میرے داہنے ہاتھ
میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند
رکھ دیں تب بھی میں اپنے اعلانِ حق سے
باز نہ آؤں گا۔ (ابن ہشام)

بدر میں جب تین سو تیرہ بے سروسامان مسلمان کفار کی ایک ہزار با ساز و سامان فوج سے معرکہ آرا تھے قریش اپنے زورِ کثرت و صولت سے بپھر آتے تھے۔ اس وقت صحابہ کرام سمٹ سمٹ کر پہلوئے نبوی میں آجاتے تھے۔ مگر بایں ہمہ رسالت و نبوت کا کوہِ وقار اپنی جگہ قائم تھا۔ (مسند احمد بن حنبل)

غزوۂ احد میں آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا سب نے حملہ کی رائے دی لیکن جب آپ زرہ پہن کر تیار ہوئے تو صحابہ نے رک جانے کا مشورہ دیا آپ نے فرمایا پیغمبر زرہ پہن کر اتارا نہیں کرتے۔

(بخاری)

غزوۂ حنین میں جب کفار کے لشکر جرار تیروں کی بوچھاڑ کر رہے تھے تو اکثر صحابہ کے قدم اکھڑ گئے مگر حضور علیہ السلام کے عزم و ثبات کا یہ عالم تھا کہ آپ اس انتہائی نازک اور خطرناک موقع پر بھی چند جاں نثاروں کے ہمراہ میدان میں جمے رہے اس وقت زبانِ اقدس پر یہ رجز جاری تھا:

إِنَّا النَّبِیُّ لَا كَذِبْ	میں نبی صادق ہوں میں
إِنَّا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ	فرزند عبد المطلب ہوں۔

جس کو بارِ دو عالم کی پرواہ نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

شجاعت

یہ وصف انسانیت کا اعلیٰ جوہر اور اخلاق کا سنگِ بنیاد ہے۔ عزم و استقلال حق گوئی راست گفتاری یہ تمام باتیں شجاعت ہی سے پیدا ہوتی ہیں نبی علیہ السلام کو سینکڑوں مصائب اور بیسیوں معرکے غزوات پیش آئے لیکن کبھی پامردی اور ثبات کے قدموں نے لغزش نہ کھائی۔ حضرت علیؓ جن کے دست و بازو نے بڑے بڑے معرکے سر کئے تھے، فرماتے ہیں کہ بدر میں جب زور کا رن پڑا۔ تو ہم لوگ حضور ہی کی آڑ میں آ کر پناہ لیتے تھے۔ آپ سب سے زیادہ شجاع تھے۔ بدر کی گھمسان لڑائی میں ۳۱۳ نہتوں کے قدم جب ایک ہزار مسلح فوج کے حملوں سے ڈگمگا جاتے تھے۔ تو مرکز نبوت ہی کے دامن میں آکر چھپتے تھے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام سب سے

زیادہ شجاع تھے۔ ایک دفعہ مدینہ میں شور ہوا کہ دشمن آگئے لوگوں نے مقابلہ کی تیاری کی مگر سب سے پہلے جو ذات کریم آگے بڑھی وہ حضور ہی تھے آپ جلدی میں گھوڑے کی برہنہ پشت پر سوار ہوئے تمام خطروں کے مقامات کا گشت لگایا اور واپس آکر لوگوں کو اطمینان دلایا کہ کوئی خطرہ نہیں ہے ؎

جس کے آگے بھی گردنیں جھک گئیں
اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام
وہ چقاچاق خنجر سے آتی صدا
مصطفیٰ تیری صولت پہ لاکھوں سلام

ایفائے عہد

یہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ایسی خصوصیت تھی۔ کہ دشمن بھی اس کا اعتراف کرتے تھے چنانچہ قیصر روم نے حضرت ابو سفیان سے اپنے دربار میں جو سوالات کئے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ کیا کبھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بدعہدی بھی کی ہے ابو سفیان نے جواب دیا۔ نہیں۔ قیصر نے کہا۔ میں نے تم سے پوچھا کہ وہ کبھی کذب کے مرتکب ہوئے تم نے کہا نہیں مجھے یقین ہے کہ اگر وہ خدا پر افترا باندھتے تو آدمیوں پر افترا باندھنے سے کب باز رہتے ؟ (بخاری)

نبوت سے پہلے کا واقعہ ہے کہ عبداللہ بن ابی الحمسا نے آپ سے کچھ معاملہ کیا اور آپ کو بٹھا کر چلے گئے کہ آکر حساب صاف کر دیتا ہوں۔ اتفاق سے ان کو خیال نہ رہا۔ تین دن کے بعد آئے تو دیکھا کہ نبی علیہ السلام اسی جگہ تشریف رکھتے ہیں۔ آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ میں تین دن سے یہاں تمہارے انتظار میں بیٹھا ہوں۔

(ابوداؤد)

رحم و رافت

دشمنوں کے حق میں بددعا کرنا انسان کی فطری عادت ہے۔ مگر نبی کریم علیہ السلام کے رحمت و رافت کا یہ عالم تھا کہ آپ دشمنانِ جان کو بھی دعائے خیر سے یاد فرماتے تھے۔ جنگِ احد میں دشمنوں نے پتھر پھینکے تیر برسائے تلواریں چلائیں۔ دندانِ مبارک شہید ہوگئے۔ لیکن ان سب حملوں کا وار رحمتِ عالم نے جس سپر پہ روکا وہ یہ دعا تھی:۔

اَللّٰھُمَّ اھدِ قَومِی فَاِنَّھُم لَا یَعلَمُونَ۔	اے اللہ! ان کو ہدایت دے یہ نادان ہیں۔

ہیں دعائیں سنگِ دشمن کے عوض
اس قدر نرم ایسے پتھر کا جواب

وہ طائف جس نے دعوتِ اسلام کا جواب تمسخر سے دیا تھا۔ وہ طائف جس نے پائے اقدس کو لہولہان کیا تھا۔ ان کی نسبت فرشتہ غیب عرض کرتا ہے حضور حکم ہو تو پہاڑ الٹ دوں۔ رحمتِ عالم نے فرمایا نہیں دس بارہ برس کے بعد یہی طائف دعوتِ اسلام کا جواب تیر و تفنگ سے دیتا ہے جاں نثاروں کی لاشوں پر لاشیں گر رہی ہیں۔ صحابہ عرض کرتے ہیں۔ کہ یا رسول اللہ! ان کے حق میں بددعا کیجئے صرف حضور کی زبان مبارک کے حرکت میں آنے کی دیر ہے۔ کہ یہ خاک و خون میں مل جائیں گے۔ مگر رحمتِ عالم دعا مانگتے ہیں ؎

الٰہی فضل کر کہسارِ طائف کے مکینوں پر
الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

راست گفتاری

راست گفتاری آپ کی ایک ایسی صفت تھی ج

وجود ذاتِ اقدس سے کبھی منفک نہ ہُوا۔ آپ کی راست بازی اور سچائی امانت اور دیانت کا مخالفین کو بھی اعتراف تھا۔ نبوت سے پہلے بھی "امین" کہلاتے تھے۔ اسوقت بھی لوگ آپ کی خدمت میں آکر اپنے جھگڑے فیصل کراتے تھے اور اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھتے تھے۔ آپ کی راست گوئی سے ابو جہل جیسے سخت دشمن کو بھی انکار نہ تھا۔ "غزوہ بدر" میں اخنس بن شریق نے ابو جہل سے پوچھا کہ اے ابی الحکم یہاں ہم تم دونوں ایک دوسرے کے رازدار ہیں سچ بتلاؤ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچ بولتے ہیں یا جھوٹ بولتے ہیں۔ ابو جہل نے کہا اے ابن شریق! محمد نے کبھی جھوٹ نہیں بولا"۔ جب نبی علیہ السلام کو بارگاہِ الٰہی سے اپنے اہلِ خاندان کو دعوتِ اسلام دینے کا حکم آیا تو آپ نے ایک پہاڑ پر چڑھ کر پکارا۔ یا معشر قریش۔ جب سب جمع ہو گئے۔ تو فرمایا۔ اگر میں تم کو خبر دوں کہ پہاڑ کے عقب سے ایک لشکر آرہا ہے؟ تم کو یقین آئے گا؟ سب نے کہا۔ "ہاں۔ کیونکہ ہم نے آپ کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا"۔ (بخاری)

عفو و حلم

ارباب سیر نے تصریح کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے کبھی ذاتی معاملہ میں انتقام نہیں لیا۔ ذوالمجاز کے بازار میں جب حضور علیہ السلام یہ فرمارہے تھے کہ لوگو لا الٰہ الا اللہ کہو۔ نجات پاؤ گے۔ ابوجہل پیچھے پیچھے تھا۔ خاک اڑاتا تھا۔ اور بکتا تھا۔ کہ ان کی باتیں تمہیں اپنے مذہب سے برگشتہ نہ کردیں یہ چاہتے ہیں کہ تم اپنے دیوتاؤں لات وعزیٰ کو چھوڑدو۔ مگر نبی علیہ السلام کا یہ عفو و حلم اور بردباری تھی کہ آپ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ (مسند ابن احمد)

سب سے بڑھ کر طیش کا موقع وہ تھا جب کہ منافقوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تہمت لگائی تھی۔ حکومت و ریاست حضور کے قبضۂ قدرت میں تھی۔ اگر آپ چاہتے تو منافقوں کو قرار واقعی سزا دیتے۔ مگر حلمِ نبوی کا یہ عالم تھا۔ کہ منبر پر صرف یہ کلمات فرمائے۔ "اے مسلمانوں جو شخص میرے ناموس کے متعلق مجھے ستاتا ہے اس سے میری داد کون لے سکتا ہے۔ حضرت سعد بن معاذ غصہ سے بے تاب ہو کر کھڑے ہو گئے۔ عرض کی۔ سرکار نام بتائیں میں اس کا سر قلم کردوں۔ سعد بن عبادہ نے مخالفت کی اور دونو طرف سے تلواریں کھنچ گئیں مگر آپ نے ازراہِ عفو و حلم دونوں کو ٹھنڈا کر دیا۔

زید ابن سعد یہودی میعاد سے پہلے قرضہ مانگنے آ گیا اور بڑی گستاخی کے ساتھ حضور کی چادر اقدس کو کھینچ کر کہنے لگا۔ عبد المطلب کے خاندان والو۔ تم ہمیشہ ایسے حیلے کرتے ہو۔ حضرت عمر غصہ سے بیتاب ہو گئے اور فرمایا۔ او دشمنِ خدا۔ رسول اللہ کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔ مگر نبی علیہ السلام مسکرا دیئے اور فرمایا۔ اس کا قرضہ ادا کر کے بیس صاع اور زیادہ دے دو۔

عفو و درگذر

انسان کے ذخیرۂ اخلاق میں سب سے زیادہ کمیاب اور نادر الوجود چیز دشمنوں پر رحم عفو و درگذر رہے مگر رحمۃ العالمین کی ذاتِ اقدس میں یہ جنس فراواں تھی۔ جن لوگوں نے آپ پر ظلم وستم کئے تھے ان سے بھی آپ نے انتقام نہیں لیا۔ عتبہ بن ابی وقاص نے

غزوۂ احد میں آپ پر پتھر برسائے جس سے آپ کے دندانِ مبارک شہید ہوگئے۔ اور آپ کا چہرۂ مبارک زخمی ہوگیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ان کے لئے بددعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا :

اِنِّی لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّ اِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَۃً ۔ (کنز الاخلاق)	میں بددعا کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں۔ بلکہ میں تو رحمت ورافت کے لئے مبعوث ہوا ہوں

کفارِ مکہ جنہوں نے تیرہ سال تک آپ کو اور آپ کے متبعین کو سخت ایذائیں اور تکلیفیں پہنچائی تھیں۔ عبادت کرتے ہوئے آپ پر غلاظتیں پھینکیں ہر قسم کی گستاخیاں کیں آپ کے صحابہ پر انواع واقسام کے ظلم وستم کئے آپ کو وطن سے بے وطن کردیا تھا جب مکہ فتح ہوا تو وہ لوگ آپ کے سامنے لائے گئے۔ اس وقت ان کو کامل یقین تھا کہ آج ہماری تمام بدسلوکیوں، شرارتوں، اور ہمارے ظلم وستم کا پورا پورا بدلہ لیا جائے گا۔ آنحضرت نے ان کی طرف نظر اٹھا کر فرمایا تم کیا سمجھتے ہو کہ اب میں تمہارے ساتھ کیا کروں گا؟

سب نے گردنیں جھکا کر دبی زبان سے کہا "آپ رحم وکرم فرمائیں گے۔"

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اہلِ مکہ۔ میں تم سے کوئی بدلہ لینا نہیں چاہتا۔ جاؤ تم سب لوگ آزاد ہو۔

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ط	تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تمہارے گناہوں کو معاف کرے وہ سب سے بڑھکر رحم کرنیوالا ہے

قریش کی ستم گری وجفاکاری کی داستان دہرانے کی ضرورت نہیں۔ یاد ہوگا۔ شعب ابی طالب میں تین برس تک ان ظالموں نے آپ کو اس طرح محصور کیا تھا کہ غلہ کا ایک دانہ بھی نہ پہنچ سکتا تھا۔ مسلمانوں کے بچے بھوک سے تڑپتے بلکتے روتے تھے اور یہ بیدرد ان کی آواز سن کر ہنستے اور خوش ہوتے تھے۔ لیکن معلوم ہے رحمتِ عالم نے اس کے بدلے میں قریش کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ مکہ میں غلہ یمامہ سے آتا تھا۔ یمامہ کے رئیس ثمامہ جب مسلمان ہوئے۔ تو کفار نے ان کو طعنہ دیا انہوں نے قسم کھالی کہ حضور کی اجازت کے بغیر اب ایک دانہ مکہ میں نہ پہنچے گا۔ چنانچہ اس کا اثر یہ ہوا کہ مکہ میں قحط پڑ گیا۔ قریش گھبرائے اور اس آستانہ کی طرف رجوع کیا جہاں سے کوئی سائل کبھی محروم نہیں گیا۔ آپ کو رحم آیا۔ اور حضرت ثمامہ رئیس یمامہ کو حکم دیا کہ غلہ کی بندش اٹھالو۔ (بخاری)

زہد وقناعت

زہد وقناعت کا ایک مفہوم یہ لیا جارہا ہے۔ کہ انسان کے پاس کھانے کو نہ ہو۔ اور پھر فقر وفاقہ وتنگدستی کے ساتھ مجبوراً زندگی گزارے۔ مگر حاشا وکلا نبی کریم کے زہد وقناعت تواضع وانکساری کو اس باب سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اور آپ کا زہد اور اعراض عن الدنیا اختیاری چیز تھی۔ مجبوری کو اس میں قطعاً دخل نہ تھا۔ بخاری باب الجہاد میں ہے کہ بوقت وصال آپ کی زرہ ایک یہودی کے یہاں تین صاع میں گرو تھی۔ جن مبارک ومقدس کپڑوں میں آپ نے وصال فرمایا ان میں اوپر تلے پیوند لگے ہوئے تھ اکثر موٹے اور بھیڑ کے بال کے بُنے ہوئے کپڑے

استعمال فرماتے تھے۔ بستر اقدس کمبل کا تھا کبھی چمڑے کا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی۔ (بخاری) اور یہ وہ زمانہ تھا جبکہ تمام عرب آپکے زیر نگیں تھا۔ اور حدود شام سے لے کر عدن تک فتح ہو چکا تھا۔ اور سرزمین مدینہ میں سیم وزر کا سیلاب آ چکا تھا۔ مگر اس کے باوجود سادگی و زخرفات دنیوی سے بیزاری کا یہ عالم تھا کہ حضرت حفصہ فرماتی ہیں۔ ایک مرتبہ میں نے شب کو بستر مبارک چار تہ کر کے بچھا دیا کہ ذرا نرم ہو جائے۔ مگر صبح کو بیدار ہو کر آپ نے ناگواری ظاہر فرمائی۔ (شمائل ترمذی)

دربارِ نبوت

دربارِ نبوت بھی بادشاہوں کی طرح کا نہ تھا نہ خیل و حشم تھے نہ نقیب و چاؤش۔ مگر اس کے باوجود نبوت کا جلال اس شان کا تھا کہ ہر شخص پیکر تصویر نظر آتا تھا صحابہؓ فرماتے ہیں ہمیں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ہمارے سروں پہ چڑیاں بیٹھی ہیں کہ ذرا حرکت کی اور وہ اڑ جائیں (بخاری)

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نے نصاریٰ کی طرح رہبانیت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور اسی بنا پہ اچھے اور قیمتی کپڑے بھی استعمال فرمائے ہیں مگر طبع اقدس کا اصلی میلان زخارفِ دنیویہ سے اجتناب تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں لَا یُطْوٰی لَہٗ ثَوْبٌ یعنی کبھی سرکار کے لئے کپڑا طے کر کے نہیں رکھا گیا۔

یَبِیْتُ اللَّیَالِی الْمُتَتَابِعَۃَ طَاوِیًا هُوَ وَاَهْلُہٗ ۔	آپ اور آپ کے اہل و عیال متواتر کئی کئی رات کچھ نہ تناول فرماتے تھے

پیہم دو مہینہ تک گھر میں آگ نہ جلتی تھی۔ ایک مرتبہ صحابہ نے خدمتِ نبوی میں فاقہ کشی کی شکایت کی اور پیٹ کھول دیا کہ پتھر بندھا ہوا ہے آپ نے اپنا شکمِ اطہر کھولا تو ایک کی بجائے دو پتھر تھے۔ (مسلم)

قدموں پہ ڈھیر اشرفیوں کا پڑا ہوا
اور سات دن سے پیٹ پہ پتھر بندھا ہوا

الغرض سرورِ انبیاء حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا کئی کئی دن کچھ تناول نہ فرمانا اور آپ کے اہل و عیال کا بغیر کھائے پیئے اوقات گزارنا۔ اختیاری فعل تھا۔ ورنہ حضور اگر چاہتے تو زمین سونا اور آسمان ہیروں اور جواہرات کا مینہ برسا دیتا۔ ایک حدیث شریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

یَا عَائِشَۃُ لَوْ شِئْتُ لَصَارَتْ مَعِیَ جِبَالُ الذَّهَبِ ۔	عائشہ اگر میں چاہوں۔ تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں۔ (بخاری)

اللہ اکبر شہنشاہِ کونین ہیں۔ ہفت اقلیم کی سلطنت قدموں میں ہے کارخانہ الٰہیہ کی باگ ڈور دستِ اقدس میں ہے۔ مملکتِ الٰہیہ کے خزائن کی کنجیاں جبرئیل بحضورِ نبوی پیش کر چکے ہیں۔ مگر زہد و قناعت، تواضع و انکسار اور زخارفِ دنیاوی سے اس قدر بے رغبتی کہ ؎

کبھی تھوڑی کھجوریں کھانا پانی پی کر پھر رہ جانا
وہ دو دو مہینے یونہی گزارا صلی اللہ علیہ وسلم
قبضہ میں جس کے ساری خدائی اس کا بچھونا ایک چٹائی
نظروں میں کتنی ہیچ ہے دنیا صلی اللہ علیہ وسلم
کھانا جو دیکھو جو کی روٹی بے چھنا آٹا روٹی موٹی
وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا صلی اللہ علیہ وسلم

بچوں پر شفقت

شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم بچوں پہ بہت شفقت فرماتے تھے معمول تھا کہ سفر سے جب تشریف لاتے تو راہ

میں جو بچے ملتے ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ سواری پر آگے بٹھا لیتے تھے۔ ایک مرتبہ خالد بن ولید اپنی چھوٹی لڑکی کو خدمتِ اقدس میں لائے۔ بچوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہ غیر معمولی چیز نظر آئے تو اس سے کھیلتے ہیں حضور کی پشت مبارک پر مُہرِ نبوت تھی ان کی نظر جو پڑی تو مُہرِ نبوت سے کھیلنے لگیں ان کے والد خالد نے ڈانٹا۔ آپ نے فرمایا کھیلنے دو۔ (بخاری)

مستورات کے ساتھ برتاؤ

عورت چونکہ ہمیشہ ذلیل رہی ہے اس لئے کسی نامور کے ذخیرۂ اخلاق میں یہ نظر نہیں آتا کہ اس کا طریقِ معاشرت عورتوں کے ساتھ کیا تھا۔ مگر حضور ہی ہستی کے وہ پہلے نقش ہیں جنھوں نے عورتوں کی دادرسی فرمائی اور ان کو عزت و منزلت کے دربار میں جگہ دی۔ چنانچہ مستورات کے ساتھ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت نہایت ہی رحم و رافت پر مشتمل تھی۔ ایک مرتبہ بہت سی قرابت دار بیبیاں بیٹھی ہوئی باتیں کر رہی تھیں کہ اچانک حضرت عمر آئے سب عورتیں پردہ میں چھپ گئیں۔ حضور مسکرا دیئے۔ حضرت عمر نے سبب مسکراہٹ پوچھا۔ فرمایا مجھے تعجب ہوا کہ تمھاری آواز سن کر یہ آڑ میں چلی گئیں۔ پھر عمر نے عورتوں سے فرمایا۔ اپنی جان کی دشمنوں۔ مجھ سے ڈرتی ہو حضور سے نہیں ڈرتیں۔ سب عورتوں نے کہا۔ تم حضور کی نسبت سخت مزاج ہو۔ (بخاری)

رحمتِ عامہ

حضور نبی کریم کی ذاتِ اقدس عالم کے لئے رحمت تھی۔ اس لئے آپ کے ذخیرۂ اخلاق میں رحمت و رافت کے دریا جوش مارتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ عادت کریمہ تھی کسی کے لئے بددعا نہ فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک صاحب نے عرض کی۔ سرکار فلاں کے لئے بددعا کیجئے۔ آپ کا چہرہ منور سرخ ہو گیا فرمایا میں لعنت کے لئے نہیں رحمت کے لئے آیا ہوں۔

آپ نے دنیا کو پیغام دیا:

لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا۔ (بخاری)	ایک دوسرے پر بغض و حسد نہ کرو اور نہ منہ پھیرو اور اے خدا کے بندو آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ۔

خلق کے دادرس سب کے فریاد رس
کہفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام

رقیق القلبی

حضور علیہ السلام نہایت نرم دل اور رقیق القلب تھے مالک بن حویرث ایک وفد کے رکن بن کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے ان کو بیس دن تک مجلسِ نبوی میں شرکت کا شرف حاصل ہوا وہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِيمًا رَقِيقًا۔	کہ حضور علیہ السلام رحیم المزاج اور رقیق القلب تھے۔

لطفِ طبع

طبعِ اقدس میں لطافت بھی تھی کبھی کبھی ظرافت کی گفتگو بھی فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک بڑھیا خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی۔ عرض کی سرکار میرے لئے دعا فرمائیے کہ مجھے بہشت نصیب ہو۔ فرمایا بوڑھی عورتیں جنت میں نہ جائیں گی۔ ان کو صدمہ ہوا۔ روتی ہوئی واپس جانے لگیں۔ فرمایا ان سے کہہ دو۔ بوڑھی عورتیں جنت میں جائیں گی مگر جوان ہو کر۔ (شمائلِ ترمذی)

حلیہ اقدس

وہ حسن ہے ٹھہرنا نظر کا محال ہے ★ دیکھے رُخِ نبی کسے تابِ مجال ہے

اللہ عزوجل نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ذات، وصفات کا مظہر اتم۔ حقیقت و معرفت کے تمام ظاہری و باطنی کمالات کا مخزن۔ روحانیت کے تمام محاسن واوصاف کا معدن بنایا تھا۔ اور آپ کو وہ حسن و جمال عطا فرمایا جسے دیکھ کر نظریں خیرہ ہو گئیں اور جس کا مشاہدہ کر کے زبان کو عالم حیرت میں یہ کہنا پڑا۔

لم ار قبلہ ولا بعدہ مثلہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ — ایسا حسین و جمیل تو نہ ان سے قبل دیکھا گیا اور نہ ان سے بعد۔

حضور سرور عالم فرماتے ہیں:

یُوسُفُ اَخِی صَبِیحٌ وَاَنَا مَلِیحٌ — یوسف میرے بھائی حسین تھے اور میں نمکین حسن والا ہوں۔

پھر امت کا اس پر اجماع بھی ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک حصہ ملا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کُل حسن۔ اس لئے آپ حسنِ مطلق اور حسنِ کُل تھے اور حسنِ یوسف حسنِ نبوی کی ایک تابش تھی اور دنیا بھر کے حسین حسنِ محمدی کی ایک جھلک ہیں ؎

جمالِ روئے ترا ہر کہ دید حیران شد
چہ صورتیست ترا لا الٰہ الا اللہ

حسنِ نبوت

سرکارِ دو عالم کے حسنِ بے مثال کا یہ عالم تھا۔ کہ صحابہ کرام یہ جملے اپنی زبان پر لایا کرتے تھے

مَارَاَیتُ شَیئاً اَحسَنَ مِن رَّسُولِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ۔ — ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خوبصورت کسی کو نہ دیکھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ تمہارے نبی

صَبِیحُ الوَجہِ کَرِیمُ الحَسَبِ حَسَنُ الصَّوتِ۔ (خصائص ج ۱ ص ۷۲) — خوبصورت چہرہ والے عمدہ حسب والے نفیس آواز والے تھے۔

حضرت کعب بن مالک کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام پر جب مسرت و خوشی کے آثار طاری ہوتے تو آپ کا چہرہ اقدس ایسا روشن ہو جاتا۔

کَاَنَّہٗ قِطعَۃُ قَمَرٍ — گویا کہ چاند کا ٹکڑا ہے

حوالہ مذکور

حضرت ربیع بنت معوذ کہتی ہیں کہ اگر تم لوگ حضور نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو ایسا معلوم کرتے جیسے

اَلشَّمسُ طَالِعَۃٌ (دارمی) — (افق سے) سورج طلوع کر رہا ہے۔

حضرت جابر ابن سمرہ کہتے ہیں کہ آپ کا چہرہ مبارک

مِثلَ الشَّمسِ وَالقَمَرِ مُستَدِیراً۔ — چاند اور سورج کی طرح گول تھا۔ (مسلم شریف)

حسن ہے بے مثل صورت لاجواب
میں فدا۔ تم آپ ہو اپنا جواب

چہرۂ اقدس

حضور علیہ السلام کا چہرۂ اقدس گولائی کے ساتھ کسی قدر طویل تھا۔ رونق حسن کا یہ عالم تھا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ چودھویں کا چاند طلوع کر رہا ہے۔ خوشی و مسرت کے وقت چہرہ مبارک میں آئینہ کی طرح اشیاء کے عکس نظر آتے تھے۔ رنگ گورا چٹا سفید تھا جس میں سرخی تھی۔ اور سنہری شعاعیں نکلتی تھیں۔ آپ کا چہرۂ اقدس اتنا روشن و منور تھا کہ چاند اور سورج کی روشنی اس کے سامنے ماند تھی۔ چہرۂ مصطفےٰ جلال و جمالِ ایزدی کا مظہر تھا۔ اور اس میں وہ ملاحت تھی جس کی تعریف و توصیف سے زبان عاجز اور قلم مجبور ہے خود صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حیران تھے کہ آپ کے چہرۂ مبارک کے حسن و جمال کو کس طرح بیان کریں۔ اور کس چیز کے ساتھ تشبیہ دیں۔ ایک چاند پر نظر پڑی۔ سورج کو دیکھا کہ بہت خوبصورت اور روشن ہے کہہ دیا کہ آپ کا چہرۂ مبارک چاند کی طرح روشن تھا مگر یہ تشبیہ صرف تشبیہ تھی ورنہ ؎

میں وہ شاعر نہیں جو چاند کہدوں انکے چہرہ کو
میں ان کے نقشِ پا پہ چاند کو قربان کرتا ہوں

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں چہرۂ نبوی کے حسن کا یہ عالم تھا:

کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْھِہٖ۔	گویا کہ سورج آپ کے چہرہ میں جاری ہے۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۶۷۹)

اِذَا ضَحِکَ یَتَلَأْلَأُ فِی الْجُدُرِ۔	جب آپ تبسم فرماتے تو دیواریں روشن ہو جاتیں

حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ آپ کا چہرۂ مبارک۔

مِثْلَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَکَانَ مُسْتَدِیْرًا۔	چاند سورج کی طرح روشن و منور اور گول تھا۔

(حوالہ مذکور)

حدیث ابن ہالہ میں ہے کہ آپ کا چہرہ منور

یَتَلَأْلَأُ وَجْھُہٗ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ۔	اس طرح چمکتا تھا جس طرح چودھویں کا چاند دمکتا ہے۔

(حوالہ مذکور)

چودھویں کا چاند ہے روئے حبیب
اور ہلالِ عید ابروئے حبیب

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ کلام فرماتے

رُؤِیَ کَالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ ثَنَایَاہُ۔	تو آپ کے اگلے دانتوں سے نور چھنتا ہوا نظر آتا تھا۔

(خصائص ج ۱ ص ۶۲)

حضرت ابی قرصافہ کہتے ہیں کہ جب ہم حضور سے بیعت کرکے واپس ہوئے تو راستہ میں میری والدہ نے آپ کے متعلق کہا کہ میں نے آپ سے زیادہ حسین چہرہ والا نفیس اور پاک کپڑوں والا۔ نرم کلام والا نہیں دیکھا۔

وَرَاَیْنَا کَالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ فِیْہِ۔	اور میں نے دیکھا کہ دہنِ اقدس سے نور کا فوارہ جاری ہے۔

(حوالہ مذکور)

رُخِ مصطفےٰ

چاند سورج اور ستارے روشن ہیں۔ منور ہیں۔ ایک جہان کو روشن کر رہے ہیں مگر رُخِ مصطفےٰ۔ اللہ اکبر۔ اس کی تابشوں کی کس میں مجال ہے۔ ستارے اس کی روشنی کے سامنے خجل۔ اور چاند و سورج اس کی براقت کے سامنے

مانند ہیں ے

جن کے آگے چراغ قمر جھلملائے
ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰحضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ العزیز نے خوب فرمایا ہے فرماتے ہیں۔ یہ چاند ستارے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ان کا نور ان کی چمک دمک اپنی ذاتی ہے؟ حاشا۔ سید المرسلین نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غسل فرمایا اور آپ کے تلووں کا جو دھوون بچا۔ چاند اور ستاروں نے اپنی کٹوریوں کو اس نوری غسالہ سے بھر لیا بس بھر کیا تھا۔ روشن ومنور ہو گئے فرماتے ہیں ے

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے	وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا دھوون	کٹورے تاروں نے بھر لئے تھے

سبحان اللہ۔ چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھا جبکہ چودھویں کا چاند اپنی پوری چمک اور دمک کے ساتھ نکلا ہوا اُفقِ عالم کو روشن ومنور کر رہا تھا اور مدنی تاجدار سرکار ابد قرار دو عالم کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرخ رنگ کا دھاری دار جبہ مبارک زیب تن فرماتے تھے۔

فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاِلَی الْقَمَرِ۔

تو میں نے ایک نظر مدنی چاند پر اور ایک نظر آسمانی چاند پر ڈالی اور دونوں کا موازنہ کیا کہ کون زیادہ خوبصورت ہے

خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رخ ہوا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں!

فرماتے ہیں :

فَاِذَا ھُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ۔
(ترمذی شریف)

تو مجھے یقین ہو گیا کہ حضور محبوب کبریا چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں چاند میں مَیل تھا۔ حضور مَیل سے منزّہ تھے۔

مَیل سے کس درجہ ستھرا ہے وہ پتلا نور کا
ہے گلے میں آج تک کورا ہی کرتا نور کا

نوری شمعیں

امام ابونعیم حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حسن علیہ السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت محبت تھی ایک مرتبہ حضرت حسن علیہ السلام حضور کی خدمت میں تھے۔ رات ہو گئی۔ تاریکی چھا گئی۔ حضور نے فرمایا۔ حسن جاؤ اپنی والدہ کے پاس۔ ابوہریرہ کہتے ہیں۔ میں نے عرض کی۔ سرکار انہیں میں پہنچا آؤں فرمایا نہیں۔

فَجَاءَتْ بَرْقَۃٌ مِّنَ السَّمَاءِ فَمَشٰی فِیْ ضَوْئِھَا حَتّٰی بَلَغَ اِلٰی اُمِّہٖ۔

اتنے میں آسمان سے ایک روشنی پیدا ہوئی اور اس روشنی میں حضرت حسن اپنی والدہ تک پہنچ گئے۔

(خصائص کبرے ص۲ ج ۱)

سبحان اللہ۔ دنیا کے بادشاہ بجلی کے بلب جلا کر روشنی کرتے ہیں اور وہ بجلی کے محتاج ہیں۔ مگر حضور سید المرسلین علیہ السلام کی نرالی شان ہے یہاں ان مادی شمعوں کی ضرورت ہے نہ کسی برقی قوت کی۔ یہاں تو قدرت انتظام کرتی ہے اور آپ کے فرزندوں کے لئے قدرتی نورانی شمعیں روشن ہو جاتی ہیں۔

صحابہؓ کی لاٹھیاں

امام ابونعیم ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اندھیری رات میں جب صحابہ کرام خدمت نبوی سے اپنے گھروں کو جاتے تو صحابہ کی لاٹھیاں شمع بن جایا کرتی تھیں اور ان کی روشنی میں صحابہ تاریک راستوں کو طے کرتے تھے۔

ایک صحابی ابوسعید خدری کہتے ہیں۔

كَانَتْ لَيْلَةٌ مُطْبِرَةٌ فَلَمَّا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَقَتْ بَرْقَةٌ۔ (خصائص مصطفیٰ ج ۲ ص؟) (ملخص)	اندھیری رات میں جب حضور مسجد کی طرف تشریف لے جاتے تو آسمان سے چمک پیدا ہوتی اور اس کی روشنی میں راستہ صاف نظر آنے لگتا۔

یہ تو ظاہر ہی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم منوّر اور آپ کا چہرۂ اقدس اس قدر روشن و منور تھا جیسے آفتاب طلوع کر رہا ہے آپ کے جسم مبارک کی چمک دمک سے دیواریں روشن ہو جاتی تھیں۔ آپ کے تبسّم کے وقت دندان مبارک سے وہ نور چھاتا تھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس روشنی میں اپنی گم شدہ سوئی تلاش کر لیتی تھیں۔

خود حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهٖ۔	گویا کہ آفتاب چہرۂ اقدس میں رواں ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۷۹)

اِذَا ضَحِكَ يَتَلَأْلَاُ فِي الْجُدُرِ۔ (حوالہ مذکور)	جب آپ تبسم فرماتے تو دندان مبارک کے نور سے دیواروں پر روشنی چھا جاتی۔

اس لئے ان شمعوں کا روشن ہونا اور آسمان سے چمک کا پیدا ہونا صرف اعزاز و اکرام مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے لئے تھا ؎

جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے
ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

رخسار مبارک

حضور کے رخسار منور بھی پُر انوار تھے۔ صفحۂ رخسار پر سونے کا پانی چڑھا ہُوا تھا۔ ایک صحابی وصف رخسار ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں :

كَاَنَّ مَاءَ الذَّهَبِ تَجْرِيْ فِيْ صَفْحَتِهٖ خَدِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (مواہب لدنیہ)	گویا کہ صفحۂ رخسار پر سونے کا پانی چھلک رہا ہے

غرضکہ چہرۂ نبوی حسن و جمال خوبی و کمال کا معدن تھا اور آپ نمکین حسن۔ عمدہ حسب۔ اچھی آواز والے تھے۔ اور بے مثل نے آپ کے ہر عضو کو بے مثل بنایا تھا۔ اور خامۂ قدرت نے بذاتِ خود آپ کی تصویر کو سنوارا تھا۔ مجدّدِ وقت حضرت امام اہلسنت اعلحضرت بریلوی نے خوب فرمایا ہے ؎

خامۂ قدرت کا حسنِ دستکاری واہ واہ
کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ

دندان مبارک

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک موتیوں کی طرح سفید اور چمکدار تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ اِذَا	حضور علیہ السلام۔ جب کلام فرماتے تو آپ کی دانتوں کی کشادگی

تَكَلَّمَ رَاٰى كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ۔

ایک نور چھنتا تھا۔

(ترمذی)

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں :

اِذَا ضَحِكَ يَتَلَأْلَأُ فِي الْجُدُرِ مَا اَرَ مِثْلَهُ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ۔

جب آپ تبسم فرماتے تو دیواروں پر عکس پڑتا تھا میں نے حضور جیسا نہ آپ کے قبل دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔

(ترمذی)

بے مثلی حق کے مظہر ہو پھر مثل تمہارا کیونکر ہو
نہیں کوئی تمہارا ہم رتبہ نہ کوئی ترا ہم پایہ پایا

لب مبارک

حضور علیہ السلام کے لب مبارک نہایت خوبصورت تھے مواہب لدنیہ میں ہے کہ حضور کے لب مبارک

اَحْسَنُ عِبَادِ اللّٰهِ شَفَتَيْنِ

(مواہب لدنیہ)

اللہ کے تمام بندوں سے اچھے تھے۔

عادت کریمہ تھی کہ لب و دہان خوب کھول کر فصاحت و وضاحت سے گفتگو فرماتے تھے صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ جب آپ کے لب مبارک جنبش میں آتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ منہ سے نور برس رہا ہے۔ لب مبارک سے جو کلمات بر آمد ہوتے ان میں فصاحت بلاغت اور شیرینی ہوتی تھی۔ لب ہائے مبارک کی ایک جنبش سے سینکڑوں مردہ دل زندہ ہو جاتے تھے اور جان کے دشمن خون کے پیاسے غلام بن جاتے تھے۔

لب مبارک کا اعجاز

ترمذی شریف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔ میں بیمار ہو گیا اور شدت مرض میں یہ دعا کر رہا تھا کہ الٰہی! اگر وقت آ گیا ہے تو موت دیدے۔ اور اگر زندگی باقی ہے تو تندرستی کے ساتھ زندگی میں وسعت دے۔ میرے یہ کلمات حضور نے سن لئے۔

فَضَرَبَنِيْ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَافِهٖ اَوِاشْفِهٖ قَالَ فَمَا اشْتَكَيْتُ وَجَعِيْ بَعْدُ۔

(ترمذی)

اور ٹھوکر ماری اور فرمایا الٰہی ان کو عافیت دے یا شفا دے۔ پھر اس کے بعد مجھے اس مرض کی کبھی شکایت نہ ہوئی۔

اللہ اکبر۔ لب جان بخش کے ہلاتے ہی شفا ہو گئی۔ اور ٹھوکر سے بیمار کو تندرست کر دیا۔

درختوں کی اطاعت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے نبوت کی تصدیق کے لئے دلیل مانگی۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں اس درخت خرما کے خوشہ کو بلاتا ہوں۔ وہ میری گواہی دے گا۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لب جاں بخش کو ہلایا۔ وہ خوشہ درخت سے اترنے لگا۔ اور اس نے اتر کر آپ کی نبوت کی گواہی دی پھر آپ نے فرمایا:

اِرْجِعْ فَعَادَ فَاَسْلَمَ الْاَعْرَابِيُّ۔

(ترمذی)

واپس لوٹ جاؤ اپنی جگہ سے واپس چلا گیا اور اعرابی مسلمان ہو گیا۔

زبانِ مبارک

وہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں ★ اُس زباں کی فصاحت پہ لاکھوں سلام

محبوبِ رب العالمین کی زبان مبارک نہایت فصیح و بلیغ اور شیریں تھی۔ آپ کے خطبات میں قدرتی تاثیر تھی۔ پتھر دل آپ کے خطبہ کو سن کر موم ہو جاتے تھے۔ اور فصحائے عرب آپ کی فصاحت و بلاغت کو دیکھ کر دنگ رہ جاتے تھے۔ حضور نے کسی مکتب و درسگاہ میں تعلیم حاصل نہ کی تھی۔ مگر اس کے باوجود ؎

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہُوا
وہ رازاِس ماہِ طیبہ نے بتلا دیا ایک اشارے میں

عرب کے بڑے بڑے شاعر، ادیب، فلسفی، مفکر سیاست دان جب خطباتِ نبویہ پر غور کرتے تو حیران ہو جاتے اور ان کو آپ کے مقابل لب کشائی کی جرأت ہی نہ ہوتی تھی ؎

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

صدیق اکبر کا اعتراف

اسی لئے ایک مرتبہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی حضور میں نے عرب کا دورہ کیا ہے۔ بڑے بڑے فصحا سے ملاقات کی ہے لیکن آپ سے زیادہ فصاحت کسی میں نہ پائی۔ حضور علیہ السلام نے جواب دیا:

اَدَّبَنِی رَبِّی۔ (خصائص مصطفےٰ جلد ۱ صـ۳) — مجھے میرے رب نے ادب سکھایا۔

نبیِ اُمّی

انہیں معنوں میں حضور کو اُمّی کہا جاتا ہے کہ آپ کی زبان مبارک جن علوم و معارف کے دریا بہاتی تھی۔ اور علم و معرفت کے جو کلمات آپ کی زبانِ فیض ترجمان سے ادا ہوتے تھے۔ یہ سب وہبی تھے۔ کسبی نہ تھے اور اللہ نے آپ کو وہ علم و معرفت عطا فرمایا تھا جس کے حضور سب کی زبانیں گنگ تھیں۔

امام طبرانی ابی قرصافہ سے راوی ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے جب حضور کے ہاتھ پر بیعت کی تو میری والدہ اور خالہ نے واپس لوٹ کر کہا کہ حضور سے زیادہ خوبصورت ہم نے کسی کو نہ دیکھا اور آپ سے زیادہ ستھرے کپڑے کسی کے نہ پائے۔

وَلَا الْعَیْنُ کَلَامًا وَّ رَأَیْنَا کَالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ فِیْہِ۔ (خصائص ج ۱ صـ ۶۲) — آپ سے زیادہ نرم کلامی کسی میں نہ پائی۔ ہم نے دیکھا کہ جب آپ گفتگو فرماتے تو ایسا معلوم ہوتا جیسے نور آپ کے منہ سے نکل رہا ہے۔

عظمتِ زبان

حضور علیہ السلام کی زبان کی عظمت و رفعت کا اندازہ اس طرح بھی کیا جاسکتا ہے کہ یہ وہی زبانِ مبارک ہے جو حریم خلوت گاہ قدس میں پہنچ کر رب العالمین سے ہمکلامی کا شرف حاصل کرتی ہے اور آپ کی گفتگو کے متعلق قرآن اعلان کرتا ہے:

مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی — یہ اپنی طرف سے نہیں بولتے

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی — ان کا بولنا وحی الٰہی ہے۔

یعنی زبانِ نبوت منشاءِ ایزدی کی ترجمان ہے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کی زبانِ اقدس کی حکومت کائنات کے ہر ذرّہ پر ہے اور ملکوت السموٰتِ والارض کا ہر ذرّہ آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔

زبانِ مبارک کا معجزہ

حضرت زبیر ابن بکار اس روایت کو پوری سند سے تخریج کرتے ہیں۔ کہ غزوہ ذی قرد میں حضور علیہ السلام نے ایک چشمہ پر نزولِ اجلال فرمایا۔ صحابہ نے عرض کی حضور اس چشمہ کا نام بیسان ہے اس کا پانی کھاری ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

بَلْ هُوَ النُّعْمَانُ وَهُوَ طَیِّبٌ فَغَیَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْاِسْمَ وَغَیَّرَ اللّٰهُ الْمَاءَ۔ (حجۃ اللہ ص ۴۳۲)	نہیں اس کا نام نعمان ہے اس کا پانی میٹھا ہے صحابہ کہتے ہیں حضور نے چشمہ کا نام بدل دیا۔ اللہ نے پانی کا ذائقہ بدل دیا۔

غور طلب بات یہ ہے کہ چشمہ کا نام بیسان تھا۔ پانی بھی کھاری تھا۔ لیکن صرف زبانِ نبوت کے فرما دینے سے اللہ نے اس چشمہ کے پانی کو میٹھا کر دیا۔ آخر کیوں؟

فقط اشارے میں سب کی نجات ہو کے رہی
تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

حضرت حسن کی پیاس

ابن عساکر ابو جعفر سے راوی ہیں کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے ہمراہ تھے۔ حضرت حسن کو پیاس لگی اور سخت پیاس لگی۔ حضور نے پانی طلب فرمایا مگر دستیاب نہ ہوا:

فَاَعْطٰی لِسَانَهٗ فَمَصَّهٗ حَتّٰی رَوِیَ۔ (خصائص ج ۱ ص ۶۲)	حضور علیہ السلام نے اپنی زبانِ مبارک حضرت حسن کے منہ میں دے دی۔ انھوں نے چوسی اور سیراب ہوگئے۔

زبانِ مبارک کی عجیب برکت

امام ابو نعیم و بیہقی۔ حضرت ابن عباس سے راوی ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی نے بیان فرمایا کہ میں ایک یہودی کا غلام تھا۔ یہودی نے مجھے چالیس اوقیہ سونے کے عوض آزاد کرنے کا وعدہ کیا مجھے فکر ہوئی کہ اتنا سونا میں کہاں سے لاؤں گا۔ آخر حضور علیہ السلام نے مجھے مرغی کے انڈے کے برابر سونا عطا کر کے فرمایا۔ جا اسے دے کر آزاد ہو جا۔ میں نے عرض کی سرکار یہ سونا تو چالیس اوقیہ نہیں ہے۔

فَاَخَذَهَا وَقَلَّبَهَا عَلٰی لِسَانِهٖ وَقَالَ خُذْهَا فَاِنَّ اللّٰهَ سَیُؤَدِّیْ عَنْكَ قَالَ سَلْمَانُ فَوَزَنْتُ لَهُمْ اَرْبَعِیْنَ اُوْقِیَةً وَبَقِیَ عِنْدِیْ مِثْلُ مَا اَعْطَیْتُهُمْ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۶۵)	یہ سن کر حضور نے وہ سونے کا ٹکڑا میرے ہاتھ سے لے لیا اور اس پر اپنی زبان مبارک لگا دی اور فرمایا کہ جا اب اسی سونے سے تیرا قرض اتر جائے گا۔ سلمان کہتے ہیں کہ میں نے اسی سونے سے چالیس اوقیہ اس یہودی کو دے دیا اور میرے پاس بھی اتنا ہی بچ گیا۔

ناظرین یہ سونا چالیس اوقیہ نہ تھا مگر حضور کی زبانِ مبارک کے لگتے ہی اس میں اتنی برکت ہو گئی کہ اسی سونے سے حضرت سلمان نے اپنا قرض بھی اتار دیا اور اسی مقدار میں ان کے پاس بچ گیا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام تھوڑی سی چیز کو زیادہ فرمانے پر بھی قادر ہیں۔ کیا ہمسری کے

دعویداروں میں بھی یہ صفت پائی جاتی ہے ؟

گستاخانِ بارگاہِ نبوی کا انجام

امام بخاری حضرت عبدالرحمان بن ابی بکرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حکیم ابن ابو العاص دربارِ نبوت میں بیٹھتا۔ تو استہزاءً حضور کی نقلیں اُتارتا۔ ایک دفعہ یہ خبیث اسی طرح اپنے منہ کو ہلا رہا تھا کہ حضور نے فرمایا :

كُنْ كَذَالِكَ فَلَمْ يَزَلْ يَخْتَلِجُ حَتّٰى مَاتَ (خصائص ج ۲ ص ۷۹)	ایسا ہی ہو جا۔ چنانچہ مرتے دم تک اس کا منہ ایسے ہی ہلتا رہا۔

ناظرین یہ جلالِ مصطفٰے تھا حضور کو جلال آ گیا۔ یعنی رب کی شانِ جلالی کا ظہور ہوا۔ سرکار نے فرمایا۔ ایسا ہی ہو جا۔ کُن فرمایا اور اس کو ایسا ہی ہونا پڑا۔ ورنہ سرکار تو رحمتِ مجسم ہیں۔ کسی کے ساتھ برائی نہیں کرتے۔ دشمن پتھر مارتا ہے اور پھول سی دعا لے کر جاتا ہے ؎

ہیں دعائیں سنگِ دشمن کے عوض
اس قدر نرم ایسے پتھر کا جواب

کیا دیکھا نہیں۔ دو جہان کے مالک نماز پڑھ رہے ہیں جب یہ مقدس پیشانی بارگاہِ الٰہی میں جھکتی ہے تو خبیث عتبہ اونٹ کی اوجھڑی پشتِ انور پر رکھ دیتا ہے۔ آپ کے پھول سے قدموں کو تکلیف پہنچانے کے لئے راستہ میں کانٹے بچھائے جاتے ہیں۔ کافر تکالیف کے پہاڑ توڑتے ہیں۔ مگر اللہ اکبر کل جہان کے شہنشاہ کی منور پیشانی پر بل تک نہیں آتا۔ بلکہ ایسے دشمنوں کے لئے یہ دعا کی جاتی ہے کہ ؎

الٰہی فضل کر کہسارِ طائف کے مکینوں پر
الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

کیا عتبہ اور طائف کے موقع پر سنگباری کرنیوالوں کے لئے کوئی حکم نہیں ہو سکتا تھا۔ ہو سکتا تھا اور ضرور حضور ان کو ان کے کئے کی کوئی سزا دے سکتے تھے مگر وہاں شانِ رحمت کا ظہور تھا۔ اس لئے ان کے متعلق کوئی حکم نہ فرمایا لیکن یہاں دیکھئے کہ حکیم ابن ابو العاص منہ چڑاتا ہے فوراً دربارِ رسالت سے حکم ملتا ہے کہ کن کذالک۔ تیرا منہ ایسا ہی ہلتا رہے۔ چنانچہ اس کا ناپاک منہ مرتے دم تک ہلتا رہتا ہے غرضیکہ حضور کو کافروں نے تکالیف پہنچائیں تو اسے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ حضور معاذ اللہ مجبور و لاچار تھے۔ نہیں بلکہ رحمتِ عالم ہیں۔ ورنہ کائنات کا ہر فردہ حضور کے حکم کا تابعِ فرمان ہے اور آپ خدا کے گھر کے مختار ہیں ؎

مختار ہے کبریا کے گھر کا
مصداق ہے افضل البشر کا

امام بیہقی حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص عبداللہ بن سرح تھا۔ وحی لکھنے کی خدمت اس کے سپرد تھی۔ کچھ دن بعد وہ مرتد ہو گیا اور عیسائیوں کے ساتھ مل کر کہنے لگا۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو میں جانتا ہوں۔ جو میں چاہتا لکھ دیتا۔ جب یہ مرا تو حضور نے فرمایا

اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَقْبَلُهٗ [illegible]نَ فَلَمْ تَقْبَلْهُ الْاَرْضُ ۔ (خصائص ج ۲ ص ۸۰)	اب اس کو زمین قبول نہ کریگی چنانچہ زمین نے اسے قبول نہ کیا۔

بخاری کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ اس کے دوستوں نے جب اس کی لاش قبر سے باہر دیکھی تو انہوں نے خیال کیا کہ یہ اصحابِ رسول کا کام ہے۔ چنانچہ اس کو دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو وہی منظر سامنے تھا۔ آخر انہوں نے تین بار گہرے گڑھے کھود کر اس کو دفن کیا۔ مگر ہر مرتبہ لاش قبر سے باہر ہی نکل آتی تھی جب انہیں یہ یقین ہو گیا کہ یہ

صحابہ کرام کا کام نہیں ہے تو اس کی لاش اسی طرح زمین پر چھوڑ دی۔

اس حدیث سے روشن ہوگیا کہ زمین حضور کی تابع ہے اور آپ کی زبان مبارک سے جو فرمان نکلتا ہے عالم سفلی وعلوی کا ہر ذرہ اس کی تعمیل کرتا ہے۔ سچ ہے ؎

تو جو للکار دے آتا ہوا الٹا پھر جائے
تو جو چمکار دے ہر پھر کے ہو تیرا تیرا
دل بہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دزد رجیم
الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

زبان مبارک کے بقیہ خصائص وبرکات مصنف کتاب ہذا کی تالیف جامع الصفات میں پڑھیے۔

آواز مبارک

حضور کی آواز مبارک نہایت دلکش اور خوش کن تھی۔ انسان تو انسان درندے اور پرندے بھی آپ کی آواز سے سرور حاصل کرتے تھے۔ حدیث میں آپ کی آواز کے متعلق

حَسَنُ النَّغَمِ	خوش آواز

کے لفظ آئے ہیں۔ حضرت جابر فرماتے ہیں میں نے کسی کو حضور سے زیادہ خوش آواز نہ دیکھا۔ آواز میں ایک خوبی یہ تھی۔ کہ دلنشیں ہونے کے علاوہ ہر بڑے مجمع میں سب کو یکساں پہنچتی تھی۔

آواز کی بلندی

آپ کی آواز بلند تھی۔ اور اس میں معجزہ یہ تھا کہ جب آپ اپنی مسجد میں خطبہ فرماتے تو پردہ نشین عورتیں اپنے گھروں میں حضور کے خطبہ کی آواز سن لیا کرتی تھیں۔

امام بیہقی حضرت براء سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مسجد نبوی میں خطبہ دیا:

حَتّٰی اَسْمَعَ الْعَوَاتِقَ فِی خُدُوْرِھِنَّ۔ (خصائص ج ۱ ص ۶۶)	آپ کے خطبہ کو پردہ نشین عورتوں نے اپنے گھروں میں سن لیا۔

ابونعیم وبیہقی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر رونق افروز ہوئے اور لوگوں سے فرمایا بیٹھ جاؤ۔

فَسَمِعَ عَبْدُ بْنُ رَوَاحَۃَ وَھُوَ فِی بَنِی غَنْمٍ فَجَلَسَ فِی مَکَانِہٖ۔ (خصائص ج ۱ ص ۶۶)	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز عبد اللہ بن رواحہ نے جو کہ قبلہ بنی غنیم میں تھے سن لی اور عبد اللہ حکم کی تعمیل میں وہیں بیٹھ گئے۔

معلوم ہوا کہ آپ کی آواز مبارک اتنی بلند و بالا تھی کہ کسی دوسرے کی آواز اتنی دور نہ پہنچتی تھی۔

مُردہ زندہ فرما دیا

امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اسلام پیش کیا۔ اس نے عرض کی۔ سرکار اگر آپ میری لڑکی کو زندہ کر دیں۔ تو ایمان لے آؤں گا۔ حضور اس کے ہمراہ اس کی بیٹی کی قبر پر پہنچے۔

یَا فُلَانَۃُ فَقَالَتْ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ	اور اس لڑکی کا نام لے کر آواز دی لڑکی زندہ ہوگئی۔

دیکھئے حضور کی آواز بھی بے مثل وبے نظیر ہے۔ حضور کی آواز مُردے زندہ کرنے کی طاقت رکھتی ہے اور ہماری آواز سے تنکا بھی نہیں ہل سکتا ؎

تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا
تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہ محن پھول

چشمانِ مقدس

سرمگیں آنکھیں حریمِ حق کے وہ مشکیں غزال ★ ہے قضائے لامکاں تک جن کا رمنا نور کا

حضور نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس نورانی آنکھیں نہایت خوشنما بیحد خوبصورت تھیں۔ آنکھوں کی پتلی سیاہ تھی۔ سرمہ کے بغیر معلوم ہوتا تھا کہ سرمہ لگا ہوا ہے آنکھوں کی سپیدی میں سرخ ڈورے تھے۔ جن کو علاماتِ نبوت میں شمار کیا گیا ہے۔ سفرِ شام میں ایک راہب نے حضرت میسرہ سے یہ معلوم کرکے کہ آپ کی آنکھوں میں سرخی ہے آپ کی نبوت کی تصدیق کی تھی اور کہا تھا یہ علامت کتبِ قدیمہ میں بھی مذکور ہے۔

بھنویں

نہایت خوبصورت دراز اور خمدار تھیں۔ دور سے دیکھنے پر معلوم ہوتا تھا کہ دونوں گوشۂ ابرو ملے ہوئے ہیں مگر حقیقت یہ نہ تھی۔ قریب سے دیکھنے میں ہر گوشہ ایک دوسرے سے جدا معلوم ہوتا تھا۔ اور نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبصورت نورانی آنکھیں۔ اللہ عزوجل کو بے حجاب و بے نقاب دیکھنے والی آنکھیں عینِ ذات کا مشاہدہ کرنے والی آنکھیں۔ حریمِ خلوت گاہِ قدس میں پہنچ کر جمالِ ذاتِ حق جل مجدہٗ کا معائنہ کرنے والی آنکھیں۔ روشن و منور آنکھیں۔ عالم کی نگہبان آنکھیں۔ سرمگیں آنکھیں۔ بے شمار رحمتوں۔ برکتوں خصوصیتوں کی حامل آنکھیں۔

اندھیرا حجاب نہیں

وہ آنکھیں جن کے لئے اندھیرا حجاب نہیں۔ جو ساری کائنات کو محیط اور سارے عالم کو مثلِ کفِ دست دیکھ رہی ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

یَرٰی فِی الظُّلْمَاءِ کَمَا یَرٰی فِی الضَّوْءِ۔	حضور اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھتے تھے۔

(بیہقی خصائص مصطفٰے ص ۶۱ ج ۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

یرٰی بِاللَّیْلِ فِی الظُّلْمَۃِ کَمَا یَرٰی فِی النَّهَارِ فِی الضَّوْءِ۔	حضور رات کے اندھیرے میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح دن کے اجالے میں۔

(حوالہ ایضاً)

یکساں دیکھنا

وہ نورانی آنکھیں جو آگے پیچھے یکساں دیکھتی ہیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نے فرمایا مجھ سے پہلے رکوع اور سجدہ نہ کیا کرو۔

فَاِنِّیْ اَرَاکُمْ مِنْ اَمَامِیْ وَمِنْ خَلْفِیْ۔ (مسلم)	کیونکہ میں آگے پیچھے یکساں دیکھتا ہوں۔

(خصائص مصطفٰے ص ۶۱ ج ۱)

حاکم و ابونعیم و امام عبدالرزاق اپنے جامع میں حضرت ابوہریرہ سے راوی ہیں۔ حضور نے فرمایا

اِنِّی لَاَنْظُرُ اِلٰی مَاوَرَائِیْ کَمَا اَنْظُرُ اِلٰی مَابَیْنَ	میں اپنے پیچھے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح اپنے

یَدَیَّ۔ | آگے۔

(خصائص مصطفیٰ ص ۶۱ ج ۱)

خلاصہ

دیکھئے حضور نبی کریم کی مقدس نورانی آنکھیں کیسی بے مثل و بے نظیر ہیں۔ ان کے لئے اندھیرا حجاب نہیں کیونکہ نور کے لئے کوئی چیز حجاب نہیں بن سکتی۔

قلوب کی کیفیات

وہ مقدس آنکھیں جن سے بنی نوع انسان کی قلبی حالت پوشیدہ نہیں۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ یہ ہی ہے۔

وَاللہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ خُشُوْعُکُمْ وَلَا رُکُوْعُکُمْ۔
(بخاری ص ۵۹ ج ۱)

خدا کی قسم تمہارے خشوع رکوع و سجود مجھ پر پوشیدہ نہیں ہیں۔

خشوع۔ دل کی ایک کیفیت کا نام ہے جو نمازی کو نماز میں حاصل ہوتی ہے مگر نگاہِ احمدی کے قربان جو نمازی کے خشوع کا بھی ادراک رکھتی ہیں اور مسلمانوں کے خشوع رکوع اور دل کی حالتوں پر انھیں عبور ہے اور ان نورانی آنکھوں کی یہ کیفیت ہے ؎

سرِ عرش پر ہے تری گزر دلِ فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

دل کی باتیں

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں ایک انصاری اور ایک ثقفی دربارِ نبوت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے ثقفی سے فرمایا جو تم پوچھنا چاہتے ہو اگر تم کہو تو میں ہی بتا دوں کہ تم کیا سوال کرنا چاہتے ہو۔ ثقفی نے عرض کی حضور یہ تو بڑی عجیب بات ہے کہ آپ میرے دل کی بات بتا دیں۔ فرمایا تم نماز۔ روزہ اور غسلِ جنابت کے مسائل پوچھنے آئے ہو۔ ثقفی نے عرض کی۔ مجھے قسم ہے اس ذاتِ مقدس کی جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔

اِنَّ ذَالِکَ الَّذِیْ اَسْئَلُکَ
(بیہقی و ابونعیم)

ہیں یہ ہی مسئلے پوچھنے آیا تھا۔

معلوم ہوا کہ قلب کی کیفیت دل کے ارادے نبی کی نظر سے پوشیدہ نہیں ہوا کرتے اور نبی کی آنکھیں عام انسانوں کی آنکھوں کی طرح نہیں ہوتی ہیں۔

روئے زمین پر نظر

ایک مرتبہ حضرت یعلی صحابی خدمتِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں غزوہ موتہ کے حالات سنانے کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا

اِنْ شِئْتَ فَاَخْبِرْنِیْ وَاِنْ شِئْتَ فَاُخْبِرُکَ قَالَ اَخْبِرْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللہِ فَاَخْبَرَہٗ خَبَرَ کُلِّہٖ وَوَصَفَہٗ لَہٗ۔
(ابونعیم)
(خصائص مصطفیٰ ص ۲۵۹ ج ۲)

اگر تم کہو تو تمہارے سنانے سے پہلے میں خود جنگ موتہ کے حالات بیان کر دوں انھوں نے عرض کی حضور ہی بیان فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے تمام حالات تفصیل کے ساتھ سنا دیئے۔

حضرت یعلی نے عرض کی اس ذاتِ مقدس کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا آپ کے بیان اور واقعاتِ جنگ میں سرِمو فرق نہیں ہے۔

سبحان اللہ۔ مدینہ میں تشریف فرما ہیں۔ مگر محاذِ جنگ آپ کی نظروں کے سامنے ہے اور آپ غزوہ موتہ کے حالات کو بچشمِ خود ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ چشمِ نبوت دور و نزدیک کے قانون سے علیحدہ ہے یہ قانون دوسروں کی آنکھوں کے لئے نہیں۔

ساری کائنات پیش نظر

عمر بن اخطب انصاری کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ السلام نے ایک دن میں

فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔ (مسلم)	قیامت تک ہونے والے تمام حالات و واقعات بیان فرما دیئے۔

عبدالرحمن بن عائش فرماتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ نے میرے لئے زمین کو ظاہر فرمایا:

فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا هُوَ کَائِنٌ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ هٰذِهٖ (طبرانی)	اور میں دنیا میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو اپنی ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں۔

(مواہب لدنیہ ص ۱۹۳ ج ۲)

اللہ اکبر یہ شان ہے چشم مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی۔ زمین و آسمان ساری کائنات آپ کی نظر کے سامنے ہے اور ذرہ ذرہ پہ آپ کی نظر ہے ؎

عالم میں کیا ہے جس کی تجھ کو خبر نہیں
ذرہ ہے کون سا تیری جس پہ نظر نہیں

مدینہ سے شام تک

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَعٰی لِلنَّجَاشِیْ فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ۔ (بخاری)	کہ جس دن حبشہ میں نجاشی کا انتقال ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی دن ہمیں ان کے انتقال کی خبر سنائی۔

حضرت نجاشی علیہ الرحمۃ کا انتقال حبشہ میں ہوا تھا مگر چشم مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خصوصیت دیکھئے کہ مدینہ سے حبشہ تک پہنچی۔ اور دریا و پہاڑ اور سمندر ان مقدس نظروں کے لئے حجاب نہ بنے۔

کیوں؟

اس لئے کہ نور کے لئے کوئی چیز حجاب نہیں ہو سکتی اور نور اندھیرے کو اجالا بنا دیتا ہے ؎

سب چمک والے اجلوں میں چمکا کئے
اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی

جنت پر نظر

جب مدینہ شریف میں حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی اطلاع آئی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ عرصہ غمگین رہے۔ پھر ایک لمحہ کے بعد آپ مسکرا دیئے۔ صحابہ کرام نے سبب مسکراہٹ دریافت کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے میرے اصحاب کی شہادت نے غمگین کیا۔

حَتّٰی رَاَیْتُهُمْ فِی الْجَنَّةِ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقَابِلِیْنَ (ابن سعد)	لیکن ابھی میں نے دیکھا یہ شہادت پانے والے جنت میں تختوں پہ بیٹھے ہیں۔ یہ دیکھ کر میں خوش ہوا اور مسکرایا۔

(خصائص مصطفےٰ ص ۶ ج ۲)

سبحان اللہ۔ ہمارے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس نورانی آنکھیں عالم علوی کا مشاہدہ فرماتی ہیں اور آن واحد میں زمین سے جنت تک پہنچ جاتی ہیں۔ کیا بشر بشر کی رٹ لگانے والوں کی آنکھیں بھی اس خصوصیت کی مالک ہیں؟

برزخ پر نظر

حضرت بشیر حارثی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام ایک قبر کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے فرمایا "تجھے معلوم

نہیں" ؟ کسی نے عرض کی سرکار آپ نے یہ کیا جملے فرمائے

حضور نے فرمایا:

اِنَّ ھٰذَا یُسْئَلُ عَنِّیْ فَقَالَ لَا اَدْرِیْ۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۲۷۰)

اس قبر والے سے میرے متعلق سوال ہو رہا ہے اور یہ کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں۔

سبحان اللہ کیا وسعتِ نظر ہے۔ برزخ پیشِ نظر ہے اور قبر کی سو من مٹی آپ کی نظر کے لئے حجاب نہیں ہے۔

اعمالِ امت پر نظر

ابوذر غفاری فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھ پر میری تمام امت اپنے اچھے بُرے اعمال کے ساتھ پیش کی گئی (مسلم شریف) مجھ پر میری امت کے ثواب کے کام پیش کئے گئے۔

حَتّٰی الْقَذَاۃُ یُخْرِجُھَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ۔ (ابو داؤد)

یہاں تک کہ وہ تنکا جس کو آدمی مسجد سے نکالے۔

مجھ پر میری امت کے گناہ پیش ہوئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑا نہ دیکھا کہ کسی شخص کو قرآن کی کوئی آیت یا سورت دی جائے اور وہ اس کو بھلا دے۔ (ترمذی)

معلوم ہوا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ساری امت کے اعمال و افعال سے واقف ہیں اور ساری امت کے اچھے بُرے کام آپ کے پیشِ نظر ہیں ؎

فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر
بس قسم کھائی ہے اُمّی تیری دانائی کی!

نوٹ: بنظرِ اختصار چشمانِ نبوت کے متعلق یہ چند حدیثیں پیش کر دی ہیں اگر آپ چشمِ نبی کے خصائص کی پوری تفصیل دیکھنا چاہیں تو مصنفِ کتاب ہٰذا کی تصنیف "جامع الصفات" کے ابواب حضرت موسیٰ کی آنکھیں، ہماری آنکھیں، غیب الغیب۔ ذخیرہ نبوت کا مطالعہ کیجئے۔ (منہ)

موئے مبارک

ہم سیاہ کاروں پہ یارب تپشِ محشر میں ★ سایہ افگن ہوں تیرے پیارے کے پیارے گیسو

اکرمِ مخلوقات افضلِ موجودات حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک بھی ایک ممتاز حیثیت کے مالک ہیں۔ اسلام کے مشہور جرنیل حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میدانِ کارزار میں فتح و نصرت انہیں مبارک بالوں کی برکت سے حاصل ہوتی تھی۔ گویا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال بھی دافع البلاء اور مشکل کشا ہیں۔

★ امام بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں حضور علیہ السلام کے چند بال تھے۔

فَكَانَ لَا يَشْهَدُ قِتَالًا اِلَّا رُزِقَ النَّصْرَ۔

اور انہیں بالوں کی برکت سے حضرت خالد کو ہر معرکہ میں فتح حاصل ہوتی تھی۔

(حجۃ اللہ علی العلمین ص ۶۶۵)

★ حاکم و دیگر محدثین کرام روایت کرتے ہیں۔ کہ جنگ یرموک میں حضرت خالد کی ٹوپی گم ہوگئی۔ خالد گھوڑے سے اتر کر اپنی ٹوپی تلاش کرنے لگے۔ مسلمان فوجیوں نے خالد کی اس حرکت کو پسند نہ کیا اور کہا۔ تیر برس رہے ہیں تلواریں چل رہی ہیں۔ موت و حیات کا سوال ہے اور فوج کا جرنیل گھوڑے سے اتر کر اپنی ٹوپی کی تلاش میں مصروف ہے؟

حضرت خالد ٹوپی کی تلاش کے بعد فوجیوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ کہنے لگے تمہاری حیرانی بجا ہے مگر تمہیں معلوم نہیں کہ میری ٹوپی میں حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک تھے۔ جب حضور اکرم نے عمرہ فرمایا اور اپنے بال کٹوائے تو ہر صحابی آپ کے موئے مبارک حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر آپ کی پیشانی مبارک کے بال حاصل کئے اور اپنی ٹوپی میں رکھ لئے۔

فَلَمْ اَشْهَدْ قِتَالًا وَهِيَ مَعِيَ اِلَّا رُزِقْتُ النَّصْرَ۔

ہر معرکہ میں یہ بال میرے ساتھ ہوتے ہیں۔ اور انہیں کی برکت سے مجھے فتح حاصل ہوتی ہے۔

(کتاب مذکورہ ص ۶۸۶)

حدیث مذکور پر غور کیجئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جلیل القدر صحابی اور اسلام کے بہت بڑے جرنیل ہیں۔ حضور کے موئے مبارک کے متعلق ان کا نظریہ یہ ہے کہ جنگ میں فتح انہیں کی برکت سے حاصل ہوتی ہے۔ اب پوچھئے ان لوگوں سے جو شان نبوت کے منکر ہیں اور انبیاء کرام کو اپنا جیسا انسان سمجھتے ہیں۔ کیا وہ سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک بال کی بھی برابری کر سکتے ہیں؟

ایں خیال است و محال است و جنون

صحابہ کا عقیدہ

ابن سعد محمد بن سیرین سے راوی۔ میں نے حضرت عبیدہ سے کہا۔ ہمارے پاس حضور کے چند بال ہیں جو حضرت انس کے ذریعہ ہمیں حاصل ہوئے ہیں۔ یہ سن کر محمد بن سیرین نے فرمایا۔

لَاَنْ تَكُوْنَ شَعْرَةٌ مِنْهُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال ہمیں دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔

(بخاری ج ۲ ص ۱۹)

★ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا۔ حلاق حضور کے بال اتار رہا ہے اور صحابہ کرام پروانہ وار موئے مبارک حاصل کرنے کے لئے حضور کا طواف کر رہے ہیں۔

فَمَا يُرِيْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ اِلَّا فِيْ يَدِ رَجُلٍ۔

تاکہ ایک بال بھی زمین پر نہ گرے اور ان کے ہاتھوں میں آجائے۔

(مسلم شریف)

فائدہ

صحابہ کرام کے اس فعل سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضور کے بالوں کو بھی بے مثل و بے نظیر جانتے تھے اور اسی لئے بطور تبرک اپنے پاس رکھتے تھے اس پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ انبیاء کرام اور بزرگان دین کے بال وغیرہ کو بطور تبرک رکھنا۔ ان کی تعظیم کرنا اور ان سے نفع و برکت کی امید رکھنا جائز ہے۔ اگر شرک و بدعت ہوتا تو صحابہ کرام

کبھی ایسا نہ کرتے۔

موئے مبارک کی عظمت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام اپنے دست مبارک میں اپنا ایک بال لئے ہوئے فرما رہے ہیں :

من اذی شعرۃ من شعری فالجنۃ حرام علیہ۔	جس نے میرے ایک بال کی توہین کی، جنت اس پر حرام ہے۔

(ابن عساکر) (جامع صغیر ج ۲ ص ۱۴۰)

قابلِ غور پہلو یہ بھی ہے کہ حضور کے موئے مبارک ایسی عظیم و جلیل بزرگی کے مالک ہیں کہ ان کی ادنیٰ توہین کرنے والے پر جنت حرام ہے۔

اب سوچئے جو لوگ حضور علیہ السلام کی یہ کہہ کر توہین کرتے ہیں کہ آپ میں اور ہم میں کیا فرق ہے وہ بھی ہمارے جیسے بشر ہی تو ہیں ایسے گستاخوں کا کیا حال ہوگا؟

موئے اقدس کے برکات

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس حضور کے چند بال تھے۔

فکان اذا اصاب الانسان عین او شیئ۔ الخ (بخاری کتاب اللباس)	جب کسی آدمی کو نظر لگ جاتی یا بیمار ہو جاتا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو دھو کر اس کا پانی مریض کو پلاتیں مریض شفایاب ہو جاتے۔

دیکھئے نبی کے بال ہر مرض کے لئے شفا ہیں۔ ہمسری کے دعویداروں سے پوچھئے۔ کہ ان کے بال بھی کسی بیمار نے دھو کر پئے ہیں اور اس نے شفا پائی ہے؟ اگر نہیں تو پھر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ کیوں؟

گوشِ مبارک

دور نزدیک کے سننے والے وہ کان ★ کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

حضور نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ سامعہ بھی بے نظیر ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا:

انی اریٰ مالا ترون و اسمع مالا تسمعون۔ (ترمذی) خصائص ص ۶۷ ج ۱	میں وہ دیکھتا ہوں جو کوئی نہیں دیکھتا اور وہ سنتا ہوں جو کوئی نہیں سنتا۔

آسمان چڑچڑاتا ہے اور اسے لائق ہے کہ وہ چڑچڑائے۔ (ترمذی)

اس حدیث میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ میری قوت باصرہ اور سامعہ عام انسانوں کی طرح نہیں ہے۔ میں اللہ کا نبی ہوں اور نبی وہ دیکھتا ہے جو عام انسان نہیں دیکھ سکتے اور وہ سنتا ہے جو

سب کی حد سماعت سے باہر رہتا ہے ؎

پانسو سال کی راہ ایسی ہے جیسے دو گام
اُس سمع کو بھی لگی ہے تیری بینائی کی

پانچسو سال کی مسافت

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک روز جبرئیل امین خدمتِ اقدس میں حاضر تھے۔

سَمِعَ نَقِیضًا مِن خوخۃٍ فَرَفَعَ رَاسَہٗ۔ (مسلم)	تو آپ نے کھڑکی کھلنے کی آواز سن کر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔

جبرئیل امین نے عرض کی یارسول اللہ آج آسمان کا وہ دروازہ کھلا ہے جو کبھی نہ کھلا تھا۔ پھر ایک فرشتہ حاضر ہوا اور اس نے عرض کی، یارسول اللہ۔ میں آپ کو دو نور کی خوشخبری دیتا ہوں۔ فاتحۃ الکتاب اور آخر سورہ بقر۔

دیکھئے حضور علیہ السلام آسمان کے دروازہ کھلنے کی آواز کو سن رہے ہیں اگر اس دروازہ کو آسمانِ اول کا دروازہ مانا جائے تو بھی پانسو برس کی مسافت کا فاصلہ ہے۔ اور حضور علیہ السلام پانچ سو برس کی مسافت کی آواز کو سن رہے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت بلال سے فرمایا تم نے کون سا اچھا عمل کیا ہے۔

فَانِّی سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیکَ بَینَ یَدَیَّ فِی الجنۃ۔ (بخاری)	میں نے تمہاری جوتیوں کی آواز جنت میں سنی ہے۔

جنت سدرۃ المنتہیٰ کے قریب ہے۔ جس کی مسافت سات ہزار برس کی ہے اور حضور وہاں کی آواز کو بھی سن رہے ہیں

بے مثل قوتِ سامعہ

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ آپ سے محبت تو میرے دل میں اسی وقت پیدا ہو گئی تھی جبکہ آپ کی شیرخواری کا زمانہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ گہوارہ میں تشریف فرما ہیں اور چاند سے گفتگو فرما رہے ہیں اور جس طرف اشارہ سے انگلی فرماتے ہیں۔

حَیثُ اشَارَتْ مَالَ۔	چاند اسی طرف جھک جاتا ہے۔

حدیث کے اس ٹکڑے کو پڑھئے اور نبی علیہ السلام کی مبارک انگلی کی حکومت ملاحظہ کیجئے۔ کہ انگلی کے اشارہ پر چاند رقص کرتا ہے ڈوبا ہوا سورج پلٹ آتا ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ آپ کی نورانی انگلی کا احترام کرتا ہے۔

ماہ شق گشتہ کی صورت دیکھو کانپ کر مہر کی رجعت دیکھو ؎
مصطفیٰ پیارے کی قدرت دیکھو کیسے اعجاز ہوا کرتے ہیں

معلوم ہوا کہ حضور نور ہیں۔ نور کے لئے نوری کھلونوں کی ضرورت تھی۔ اللہ رب العزت جل مجدہٗ نے اپنے نوری محبوب کے لئے آسمان بنایا اس کے سینہ کو چاند تاروں سے مزیّن فرمایا۔ تاکہ یہ چاند ستارے نوری محبوب کے لئے ایامِ طفولیت میں کھلونوں کا کام دیں ؎

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ گفتگو سن کر حضور نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چاند مجھ سے اور میں اس سے باتیں کرتا تھا۔ چاند مجھے رونے سے باز رکھتا تھا۔

واسمع وجبتہ حین تسجد تحت العرش۔ (خصائص ج ۱ ص ۵۳)	اور میں چاند کے زیرِ عرش سجدہ کی آواز کو سنتا تھا۔

یہ حدیث سماعتِ نبوی پر کافی روشنی ڈالتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں چاند کے زیرِ عرش سجدہ کی آواز

کو سنتا تھا۔ گویا زمانہ شیر خواری اور طفولیت میں حضور کی سماعت کا یہ حال تھا کہ آپ لاکھوں برس کے فاصلہ کی آواز کو سن لیتے تھے تو اب جبکہ آپ کے مراتب میں سنکھوں بلکہ مہاسنکھوں درجہ زائد ترقی ہوگئی اور ہو رہی ہے کیونکہ ارشادِ خداوندی ہے وللاخرۃ خیرلك من الاولٰی تو اب آپ کی قوتِ سامعہ کتنی ترقی کر گئی ہوگی۔ جب بچپن میں ہزاروں برس مسافت کی آواز سن لیتے تھے تو کیا اب ہند و پاک کے درود پڑھنے والے کی آواز کو نہ سنتے ہوں گے؟ سنتے ہیں اور وہ سب کی سنتے ہیں ؎

فریادِ امتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

حضور سب کی سنتے ہیں

امام طبرانی حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود بھیجا کرو۔ کیونکہ اس دن دیگر ایام کی بہ نسبت ملائکہ رحمت کا نزول زیادہ ہوتا ہے۔

لیس من عبد یصلی الا بلغنی صوته حیث کان۔	کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر درود پڑھے مگر اس کی آواز مجھے پہنچ جاتی ہے۔

صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ بعد وفات بھی ہمارے درود کو سنیں گے۔ فرمایا

وبعد وفاتی فان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔ (طبرانی)	ہاں بعد وفات بھی کیونکہ اللہ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیا کے اجسام کو کھائے۔

دلائل الخیرات میں یہ حدیث موجود ہے حضور فرماتے ہیں:

اسمع صلاۃ اھل محبتی وتعرض علی صلاۃ غیرھم عرضاً۔ (دلائل الخیرات)	اہل محبت کا درود میں خود سنتا ہوں اور دوسروں کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

احوالِ برزخ

امام احمد حضرت جابر سے راوی کہ ایک دن حضور بنی نجار کے باغ میں داخل ہوئے۔

نسمع اصوات رجال ماتوا فی الجاھلیۃ یعذبون فی القبور۔ (خصائص ج ۲ ص ۸۹)	تو آپ نے بنی نجار کے ان لوگوں کی آواز کو سنا جو زمانہ جاہلیت میں مر چکے تھے اور قبر میں انھیں عذاب ہو رہا تھا۔

حاکم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت البقیع میں تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جو میں سنتا ہوں تم بھی سنتے ہو؟ بلال نے عرض کی۔ نہیں۔ فرمایا

الا تسمع اھل القبور یعذبون۔	کیا تم نہیں سنتے کہ اہلِ قبور کو عذاب ہو رہا ہے۔

(خصائص ج ۲ ص ۸۹)

یہ احادیث بتاتی ہیں کہ برزخ کے احوال حضور نبی کریم علیہ السلام پر پوشیدہ نہیں ہیں اور آپ کے ایسے بے مثل کان ہیں کہ قبر میں چیخنے والوں کی آواز بھی سن لیتے ہیں۔ بلکہ آپ کو یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ قبر میں انسان کو کیوں اور کس نوعیت کا عذاب دیا جا رہا ہے۔ چنانچہ کتاب السنہ کی حدیث ہے کہ آپ بقیع غرقد میں تشریف لائے۔ اور دو قبروں کے درمیان کھڑے ہو کر فرمایا۔ کیا تم

محمد عظیم

نے فلاں فلاں کو دفن کیا ہے۔ صحابہ نے عرض کی۔ ہاں۔ فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ لقد ضرب ضربۃ ما بقی منہ عظم لا انقطع (خصائص ج ۲ ص ۹۰)	مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ابھی فرشتہ نے ایک گرز مارا ہے۔ جس سے ان کے جسم کی کوئی ہڈی سالم نہیں رہی۔

اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دیا گیا ہے۔

صحابہ نے عرض کی۔ ان کا جرم کیا تھا۔ فرمایا۔ ایک تو پیشاب سے نہ بچتا تھا۔ دوسرا چغلخور تھا۔

یہ احادیث حضور کی قوت سامعہ و قوت باصرہ پر کافی روشنی ڈالتی ہیں حضور کی مقدس آنکھیں قبر کے اندر کے حالات و واقعات کا مشاہدہ کر رہی ہیں۔ ثابت ہوا کہ آپ کو معلوم ہے کہ قبر میں کون دفن ہے کب مرا ہے اس کے عمل کیسے تھے اور اب ان کو کس قسم کا عذاب ہو رہا ہے اور کیوں ہو رہا ہے سچ ہے۔ ؎

خدا نے کیا تم کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

ایامِ طفولیت

چاند کے سجدے کرنے والی حدیث پر پھر غور کیجئے۔ حضور فرماتے ہیں۔ چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بچپن بھی ایک ممتاز حیثیت رکھتا تھا۔ اور آپ کا زمانہ طفولیت عام بچوں کی طرح نہ تھا۔ ؎

اٹھتے بوٹوں کی نشو و نما پہ درود
کھلتے غنچوں کی نکہت پہ لاکھوں سلام

حضرت امام ابن سبع فرماتے ہیں :

ان مھدہ کان یتحرک بتحریک الملائکۃ وان اول کلام تکلم بہ اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا۔ (خصائص ج ۱ ص ۵۲)	کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گہوارہ اقدس کو ملائکہ حرکت دیتے تھے اور جب آپ نے صحنِ عالم میں قدم رکھا تو پہلا کلام یہ فرمایا۔ اللہ اکبر کبیرا۔ الحمد للہ کثیرا

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ چاند مجھے رونے سے روکتا تھا گویا بحالتِ شیر خواری بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے گریہ فرمانے کا احساس تھا کچھ عجب نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بحالتِ شیر خواری گریہ فرمانا امت کے بخشوانے کے لئے ہو اور چاند زمین ادب چوم کر عرض کرتا ہو سرکار کیوں روتے ہیں؟ حشر کے دن شفاعتِ کبریٰ کا چمکتا دمکتا تاج تو آپ کے ہی سرِ اقدس پہ ہوگا ؎

اشک شب بھر انتظارِ عفو امت میں بہیں
میں فدا چاند اور یوں اختر شماری واہ واہ

عام بچے جوان ہو کر بچپن کے حالات و واقعات بھول جاتے ہیں۔ بلکہ بڑوں کے یاد دلانے پر بھی ان کو یاد نہیں آتے۔ مگر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نرالی شان ہے۔ یہاں بچپن کے تمام حالات یاد ہیں اور حضرت عباس کو سنائے جا رہے ہیں کہ چاند مجھ سے گفتگو کرتا تھا۔ وہ مجھے رونے سے باز رکھتا تھا ؎

فضل پیدائشی پہ ہمیشہ درود
کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام

معلوم ہوا کہ حضور کو بچپن اور کمسنی میں بھی ادراک و شعور، علم و فہم حاصل تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمام

اخلاقِ حمیدہ و آدابِ شرعیہ و دینیہ۔ علم و حلم۔ صبر و شکر۔ عدل۔ زہد۔ تواضع۔ عفو و عفت۔ شجاعت۔ سخاوت حیا۔ مروّت۔ خاموشی۔ سکون۔ وقار۔ رحمت۔ حسن ادب معاشرت غرضیکہ تمام محاسن آپ میں جمع فرما دیئے تھے۔

الغرض ان کے ہر مو پہ لاکھوں درود
ان کی ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام

عدل بے نظیر

امام ابن سبع فرماتے ہیں کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب میں سیدھی چھاتی سے حضور سید المرسلین علیہ السلام کو دودھ پلاتی تو آپ نوش فرما لیتے۔ اور جب بائیں چھاتی سے دودھ پلاتی تو آپ نہ پیتے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ تھی :

وذالكَ من عدالہ لانہ يعلم ان لہ شريكا فی الرضاعۃ۔	کہ یہ آپ کا عدل تھا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ میرا بھی شریک رضاعی ہے۔

(خصائص ج ۱ ص ۵۹)

یعنی حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک اور بچہ کو بھی دودھ پلاتی تھیں۔ اس لئے حضور علیہ السلام اپنے دوسرے ساتھی کے لئے دودھ چھوڑ دیتے تھے اور ان کی صرف ایک چھاتی سے دودھ پیتے تھے۔ آپ تصور کیجئے کہ زمانۂ شیر خواری میں حضور نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے عدل۔ فہم۔ عقل۔ دیانت اور شعور کا یہ کتنا بلند درجہ تھا سبحان اللہ۔

بھائیوں کے لئے ترکِ پستان کریں
دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

دستِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء

ہاتھ جس طرف اٹھا غنی کر دیا ★ موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

اللہ عزوجل کی عظیم و جلیل نعمتوں میں سے ایک نعمت ہاتھ بھی ہے۔ منعمِ حقیقی نے بنی نوعِ انسان کو یہ نعمت عطا فرمائی ہے۔ ہڈی اور گوشت کے مجموعہ کا نام ہاتھ ہے سب کے ہوتا ہے اور تمام انسان ہاتھ کی بناوٹ اور اس کی نوعیت کو جانتے ہیں۔ سید الانبیاء حبیبِ کبریا محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے بھی دو نورانی ہاتھ ہیں بظاہر تو یہ ہاتھ ہاتھ نظر آتے ہیں۔ مگر دیکھنے والی آنکھ جانتی ہے کہ کونین کی نعمتیں اسی مبارک ہاتھ میں مستور ہیں۔ اور ساری کائنات کی برکتیں اسی بے مثل ہاتھ میں پوشیدہ ہیں۔

امام بخاری حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا :

اُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي۔ (بخاری)	میرے پاس خزائنِ ارض کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

امام احمد حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا :

اُعطِیتُ مَقَالِیدُ الدُّنیَا عَلیٰ فَرَسٍ اَبلَقٍ جَاءَنِی بِہَا جِبرِیلُ عَلَیہِ السَّلَام قَطِیفَۃٌ مِن سُندُسٍ

مجھے دنیا کی کنجیاں دی گئیں جبرئیل چتکبرے گھوڑے پر میرے پاس لائے اور اس پر سفید ریشمیں رومال پڑا ہوا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا کے خزانوں کی کنجیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ تقدس میں ہیں۔ آنکھ والا دیکھتا اور تصدیق کرتا ہے اور دیدۂ کور اپنی کور باطنی کی وجہ سے ان مقدس ہاتھوں کو خالی سمجھتا ہے ؎

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

تبدیلِ اعیان

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نوری ہاتھ مٹی کو سونا اور لوہے کو پارس بنا دیتے ہیں۔ ان مقدس ہاتھوں میں تبدیلِ اعیان و قلبِ ماہیت کی طاقت ہے یہ مبارک ہاتھ شے کی حقیقت و نوعیت کو بدل دینے پر قادر ہیں۔ یہ منور ہاتھ شاخِ خرمہ کو تلوار بنا دیتے ہیں۔

امام بیہقی حضرت عبدالرزاق سے راوی کہ جنگِ احد میں حضرت عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضرت عبداللہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

فَاَعطَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ عَسِیبًا مِن نَخلٍ فَرَجَعَ فِی یَدِ عَبدِ اللّٰہِ سَیفًا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انھیں ایک کھجور کی ٹہنی عطا فرمائی۔ اور وہ عبداللہ کے ہاتھ میں تلوار بن گئی۔

(حجۃ اللہ ص ۴۳۲)

ناظرین دیکھیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ٹہنی کو تلوار بنا دیا۔ لکڑی کو لوہا کر دیا شے کی حقیقت کو بدل دیا۔ کیا ہمسری کے دعویداروں کے ہاتھ بھی قلبِ اعیان پر قادر ہیں۔

جنتی دوزخی

حبیبِ کبریا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نورانی ہاتھ اللہ عزوجل کی کتاب ہیں۔ ان ہاتھوں میں جنتی اور دوزخیوں کی فہرست ہے یعنی جنتی اور دوزخی حضور علیہ السلام کی مٹھی میں ہیں۔

امام ترمذی حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ بزمِ صحابہ میں حضور علیہ السلام تشریف لائے اور اپنے اصحابوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

ھٰذَا کِتَابٌ مِن رَبِّ العَالَمِینَ فِیہِ اَسمَاءُ اَھلِ الجَنَّۃِ وَاَسمَاءُ اٰبَائِھِم وَقَبَائِلِھِم ثُمَّ اُجمِلَ عَلیٰ اٰخِرِھِم فَلَا یُزَادُ فِیھِم وَلَا یُنقَصُ عَنھُم اَبَدًا۔

میرا سیدھا ہاتھ خدا کی کتاب ہے اس میں جنتیوں کے نام ان کے باپوں ان کے قبیلوں کے نام لکھے ہوئے ہیں اور آخر میں میزان لگا دی گئی ہے اس میں کبھی کمی زیادتی نہیں ہو سکتی۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ کتاب ہے اللہ کی۔ اس میں دوزخیوں کے نام ان کے قبائل اور ان کے باپوں کے نام مندرج ہیں اخیر میں ان کی میزان لگا دی گئی ہے ان میں کمی زیادتی نہیں ہو سکتی۔ (ترمذی ج ۲ ص ۳۶)

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کون جنتی ہے اور کون دوزخی۔ ان کی کتنی تعداد ہے۔ ان کے باپوں اور قبیلوں کے کیا نام ہیں۔ یہ سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہے اور عالم کی کوئی چیز چشمِ مصطفےٰ سے

پوشیدہ نہیں ہے ؎

بھلا عالم میں کوئی شے مخفی رہے اس چشمِ حق بیں سے
کہ جس نے خالقِ عالم کو بیشک بالیقیں دیکھا

قانونِ قدرت

قانونِ قدرت کے ماتحت ہر بچہ جوان ہوتا ہے۔ اور جوان ہونے کے بعد بوڑھا ہو جاتا ہے۔ جوانی اور پیری دو ایسے دور ہیں جن سے ہر انسان کو گزرنا پڑتا ہے۔ اور قدرت کے اس قانون کو نہ دوا توڑ سکتی ہے اور نہ روپیہ۔ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ میں ہمیشہ جوان رہوں میرے بال سیاہ رہیں۔ چہرہ پر شکن تک نہ آئے اور اس مقصد کے لئے وہ ہزاروں روپیہ بھی خرچ کر دے تو پھر بھی وہ اپنی مراد کو نہیں پا سکتا مگر ہاں ایک مقدس اور برگزیدہ ہستی ہے جس کے نوری ہاتھوں میں قوانینِ قدرت کی باگ ڈور ہے۔ اللہ عزوجل نے اگر ایسی طاقت عطا فرمائی ہے تو وہ دستِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جن کا ادنیٰ تصرف یہ ہے جو جوانی کو برقرار اور بالوں کو سپید ہونے سے روک دیتے ہیں۔

امام ترمذی و بیہقی ابوزید انصاری سے راوی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میری ڈاڑھی اور سر پر حضور علیہ السلام نے اپنا دستِ اقدس پھیر دیا اور پھر فرمایا۔ الٰہی اسے زینت دے جس کا اثر یہ ہوا۔

فبلغ بضعا ومائۃ سَنَۃً وَمَا فِی رَاسِہٖ وَلِحیَتِہٖ بَیَاضٌ وَکَانَ مُنبسطُ الوَجہِ وَلَمْ یَنْقَبِضْ وَجہُہٗ حتّٰی ماتَ۔ (حجۃ اللہ ص ۴۳۷)	کہ ان کی عمر تقریباً سو سال کی ہوئی مگر ڈاڑھی اور سر کا ایک بال بھی سپید نہ ہوا اور چہرہ پر شکن تک نہ آئی۔

حضرت سائب ابن یزید فرماتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ حضور علیہ السلام کا ادھر سے گزر ہوا۔ آپ نے فرمایا کون ہے۔ میں نے عرض کی سائب ابن یزید ہوں۔

فَمَسَحَ بِیَدِہٖ عَلٰی رَاسِی وَقَالَ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ فَھُوَ لَا یَشِیْبُ اَبَدًا۔ (خصائص ج ۲ ص ۸۲)	پھر آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور فرمایا۔ اللہ برکت دے۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ میرے بال ہمیشہ سیاہ رہے۔

امام طبرانی و ابن سکن مالک بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ اقدس میرے سر اور ڈاڑھی پر رکھا جس کا اثر یہ ہوا۔

حتّٰی شَابَ رَاسُہٗ وَلِحیَتُہٗ وَمَا شَابَ مَوضَعَ یَدِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (حجۃ اللہ ص ۴۳۷)	کہ مالک بوڑھے ہو گئے ان کے سر کے اور ڈاڑھی کے بال سپید ہو گئے مگر وہ بال جن پر دستِ اقدس پھر گیا تھا۔ وہ کالے ہی رہے۔

امام بیہقی حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بوڑھے یہودی نے حضور علیہ السلام کے موئے مبارک بطور تبرک حاصل کئے۔ حضور نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ فَاسْوَدَّتْ لِحیَتُہٗ بَعْدَ مَا کَانَتْ بَیْضَاءَ۔ (خصائص ج ۲ ص ۸۳)	الٰہی اس کو زینت دے اس کے ڈاڑھی کے سپید بال حضور کے یہ فرماتے ہی کالے ہو گئے۔

ناظرین ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے دستِ مبارک سپید بالوں کو کالا اور بوڑھوں کو جوان کر دیتے ہیں اور جوانوں کو بوڑھا ہونے سے روک دیتے ہیں کیا ہمارے ہاتھ بھی ایسی طاقت و قوت رکھتے ہیں؟

دستِ نبیؐ کی خوشبو

انہیںؐ کی بُو مایۂ سمن ہے انہیںؐ کا جلوہ چمن چمن ہے
انہیںؐ سے گلشن مہک رہے ہیں انہیںؐ کی رنگت گلاب میں ہے

حضور علیہ السلام کے مبارک ہاتھ برف سے زیادہ ٹھنڈے ریشم سے زیادہ نرم ہیں ان ہاتھوں سے مشک و عنبر کی خوشبو آتی ہے نہیں بلکہ مشک و عنبر نے انہیں مبارک و معطر ہاتھوں سے خوشبو پائی ہے۔

امام طبرانی مستورد ابن شداد سے راوی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں میں نے حضور کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا:

فَاِذَا ھُوَ اَلْیَنَ مِنَ الْحَرِیْرِ وَ اَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ ۔

تو میں نے آپ کا ہاتھ ریشم سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ ٹھنڈا پایا۔

(خصائص ج ۱ صـ ۶۷)

حضرت یزید بن اسود کہتے ہیں کہ جب حضور نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیا۔ میں نے محسوس کیا کہ آپ کا ہاتھ

فَاِذَا ھُوَ اَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَ اَطْیَبُ رِیْحًا مِنَ الْمِسْكِ

برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا اور اس میں مشک سے زیادہ خوشبو تھی۔

(خصائص ج ۱ صـ ۶۳)

حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ حضور نے میرے رخسار پر دستِ مبارک پھیرا۔

فَوَجَدْتُ لِیَدِہٖ بَرْدًا وَ رِیْحًا کَاَنَّمَا اَخْرَجَھَا مِنْ جُوْنَۃِ عَطَّارٍ ۔

تو میں نے آپ کے ہاتھ میں ٹھنڈک اور خوشبو پائی ایسی خوشبو جیسی عطار کے ڈبوں سے آتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں:

مَا مَسِسْتُ حَرِیْرًا وَّلَا

کہ میں نے حضور علیہ السلام کے

دِیْبَاجًا اَلْیَنَ مِنْ کَفِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَلَا شَمِمْتُ مِسْکًا وَّلَا عَنْبَرًا اَطْیَبَ مِنْ رِّیْحِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ہاتھ سے زیادہ نرم ریشم اور دیباج کو بھی نہ پایا اور مشک و عنبر کی خوشبو کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ نہ سونگھا۔

(حوالہ مذکور)

باغیوں کے اعتراض کا جواب

بعض باغیانِ سلطنتِ مصطفویؐ کہا کرتے ہیں۔ کہ کاشانۂ نبوت سے سات سات دن تک دھوئیں کا نہ اٹھنا اور اہلِ بیتِ رسول اللہ کو کئی دن تک روٹی کا دستیاب نہ ہونا اس امر پر دال ہے کہ معاذ اللہ محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں گیہوں نہ تھے۔ اس لئے کھانا نہ پکایا گیا۔ باغیوں کا ایسا کہنا ان کے خبث باطنی پر مبنی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام روٹی اور پانی کے محتاج نہ تھے۔ دربارِ رسالت میں کسی چیز کی کمی نہ تھی کیونکہ حضور علیہ السلام کے دستِ اقدس بھوکوں کی بھوک اور پیاسوں کی پیاس بجھا دینے پر قادر تھے۔ سچ ہے۔

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانیِ دل و جاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر ایک نہیں تو وہ ہاں نہیں

اور یہ ظاہر ہے کہ جس مقدس اور برگزیدہ ہستی کے نورانی ہاتھ بھوک اور پیاس مٹانے کی طاقت رکھتے ہوں جس کے مبارک ہاتھ نامرادوں کی جھولیاں گوہرِ مراد سے بھر دینے پر قادر ہوں وہ خود اور اس کے گھرانے کے افراد کیسے بھوکے رہ سکتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کئی دن تک کچھ تناول نہ فرمانا۔ یا جَو کی روٹی پر قناعت فرمانا زہد و قناعت

کی تعلیم دینے کے لئے تھا ؎

کل جہاں ملک اور جَو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

چنانچہ امام بیہقی عمران بن حصین سے راوی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور کے ہمراہ تھا اتنے میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں اور حضور کے سامنے بیٹھ گئیں۔ نگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرۂ فاطمہ کو دیکھا کہ بھوک کی وجہ سے زرد پڑ گیا ہے۔

فَرَفَعَ يَدَهٗ فَوَضَعَهَا عَلٰى صَدْرِهَا قَالَ عِمْرَانُ فَنَظَرْتُ ذَهَبَتِ الصُّفْرَةُ مِنْ وَجْهِهَا۔ (خصائص ج ۲ ص ۸۱)	حضور علیہ السلام نے اپنا ہاتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سینہ پر رکھا۔ عمران کہتے ہیں کہ اب جو میں نے دیکھا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرۂ اقدس کی زردی سرخی میں تبدیل ہو گئی تھی۔

ناظرین! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس کا یہ کتنا بڑا تصرف ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سینہ پر رکھتے ہی ان کی بھوک مٹا دیتا ہے اور یہ ہی نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پیٹ بھر جاتا ہے۔ اور اب انھیں روٹی کھانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ چنانچہ عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ چند دن بعد میں پھر حضرت فاطمہؓ سے ملا اور آپ سے پوچھا۔ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا:

مَا جُعْتُ بَعْدُ يَا عِمْرَانُ۔	عمران اس دن سے مجھے کبھی بھوک نہیں لگی۔

اس حدیث سے ظاہر ہو گیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک بھوک مٹانے پر قادر تھے پھر حضور کا کھانا نہ تناول فرمانا اور اہل بیت کا سات سات دن تک روزے رکھنا صرف امت کو فقر اور زہد و قناعت کی تعلیم دینے کے لئے تھا۔

دستِ اقدس کے برکات

امام بیہقی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ڈھال پر (جس پر عقاب کی تصویر کھچی ہوئی تھی) اپنا دست مبارک رکھا:

فَاَذْهَبَهُ اللّٰهُ۔	دست مبارک رکھتے ہی

دیکھئے تصویر جو ڈھال پر کھدی ہوئی تھی حضور کے دست مبارک رکھتے ہی مٹ گئی۔ کیا ہمسری کے دعویداروں کے ہاتھ بھی ایسے ہی ہیں؟

بکری زندہ فرمادی

امام ابونعیم کعب ابن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک بکری ذبح کی اور اس کو پکایا اور خدمتِ اقدس میں لے کر حاضر ہوئے۔ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جابر! اپنی قوم کو بھی بلا لو۔ جابرؓ نے حکم کی تعمیل کی۔ سب نے پیٹ بھر کر کھایا۔ مگر کھانا اسی طرح باقی رہا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نے سب سے یہ فرما دیا تھا کہ کوئی شخص گوشت کی ہڈی نہ توڑے اور نہ پھینکے۔ چنانچہ جب سب کھا چکے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ہڈیوں کو جمع کرنے کا حکم

دیا تمام ہڈیاں ایک لگن میں جمع کر دی گئیں۔

فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَيْهَا ثُمَّ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ لَمْ اَسْمَعْهُ فَاِذَا الشَّاةُ قَدْ قَامَتْ تَنْفُضُ ذَنَبَهَا۔ (خصائص ج ۲ ص ۶۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہڈیوں پر اپنا دست مبارک رکھا اور لب جاں بخش کو حرکت دی جس کو ہم نہ سن سکے۔ چنانچہ بکری اپنی دُم ہلاتی ہوئی زندہ ہوگئی۔

ناظرین! یہ بکری ذبح ہوئی اس کے گوشت کی بوٹیاں بنیں۔ پھر یہ پکائی گئی۔ گوشت تو صحابہؓ نے کھالیا ہڈیاں بچ گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس کا تصرف دیکھئے کہ ان ہڈیوں پر گوشت پیدا ہوا۔ کھال آئی۔ بال اُگے روح کا اضافہ ہوا۔ اور پوری بکری بن گئی۔ کیا ہمسری کے دعویداروں کے ہاتھ بھی ہڈیوں کے ڈھیر میں جان ڈال سکتے ہیں؟

لب زلال چشمہ کن میں گندھیں وقت خمیر
مردے زندہ کرنا اے جاں تم کو کیا دشوار ہے

بکری کے تھنوں میں دودھ

حضرت امام بیہقی سے روایت ہے ایک مرتبہ کھانے کی ضرورت ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں دریافت فرمایا مگر کچھ نہ پایا۔ اتفاق سے ایک بچھوری نظر آئی جو ابھی حاملہ نہ ہوئی تھی۔

فَمَسَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانَ الضَّرْعِ۔ (خصائص)

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تھنوں پر دست مبارک پھیر دیا تھن دودھ سے بھر گئے اور پھر آپ نے حاضرین مجلس کو دودھ سے سیراب فرمایا۔

کیا ہمسری کے دعویداروں کے ہاتھ بھی اس برکت کے حامل ہیں؟

دستگیر عالم

بخاری شریف کی حدیث ہے۔ حضرت عبداللہ بن عتیک ابو رافع یہودی کو قتل کر کے اس کے کوٹھے سے گر پڑے۔ پنڈلی ٹوٹ گئی۔ عمامہ سے باندھ کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔

فَمَسَحَهَا فَكَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَكِهَا قَطُّ (بخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک پھیرا تو یہ حال ہوا کہ گویا دُکھا ہی نہ تھا۔

معلوم ہوا کہ حضور کے ہاتھ دستگیر عالم ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم مشکل و مصیبت کے وقت آپ سے شفا اور دوا طلب کیا کرتے تھے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ نبی کے ہاتھ عام انسانوں کے ہاتھوں جیسے نہیں ہوتے ہیں۔

ہر خط کف ہے یہاں اے دست بیضائے کلیم
موجزن دریائے نور بے مثالی ہاتھ میں

انگلیاں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگلیاں۔ پتلی اور خوشنما تھیں۔ انگلیوں سے متعدد معجزات کا ظہور ہوا۔ معجزۂ شق القمر انہیں کا کرشمہ ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ کافروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا تو آپ نے انھیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھادیا۔

بخاری و مسلم میں یہ حدیث موجود ہے۔ حضرت

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ حدیبیہ میں لشکر اسلام پر پیاس کا غلبہ ہوا حضور علیہ السلام کے پاس ایک چھاگل تھی۔ آپ نے اس سے وضو فرمایا صحابہ نے عرض کی۔ حضور پینے اور وضو کو پانی نہیں ہے۔ حضور علیہ السلام نے چھاگل میں اپنا دست مبارک ڈالا تو

فجعل الماء یفور من بین اصابعہ	انگشت ہائے مبارک کے درمیان سے چشموں کی
کامثال العیون۔ (بخاری)	طرح پانی جوش مارنے لگا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم پیاسوں کی تعداد صرف پندرہ سو تھی۔ اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو سیراب ہو جاتے۔

انگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری جن سے دریائے کرم ہیں جاری
موج پر آتی ہے جب غمخواری تشنے سیراب ہوا کرتے ہیں

جسم مبارک

بے سہیم و قسیم و عدیل و مثیل جوہر فرد عزت پہ لاکھوں سلام

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک سبحان اللہ۔ نور کا مجسمہ ہے۔ برکتوں اور رحمتوں کا گنجینہ ہے نور کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہے۔ خدا کی بے مثال صنعت کا نمونہ ہے یعنی سرکار کا جسم حق نہیں حق نما ہے۔ خدا نہیں خدا نما ہے۔

حضرت علامہ عبد الباقی زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور پر ایمان لانے کی تکمیل یہ ہے۔ کہ آدمی اس پر ایمان لائے اور یقین کرے۔

بان اللہ تعالیٰ جعل خلق بدنہ الشریف علی وجہ ای حال لم یظہر قبلہ ولا بعدہ خلق آدمی مثلہ۔ (زرقانی ج ۲ صـ۷۷)	کہ اللہ تعالیٰ نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف کو اس شان کا پیدا فرمایا۔ کہ کوئی انسان آپ سے پہلے اور آپ کے بعد ایسا نہ ہوا۔

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ !!!
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انھیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

جسم مبارک کی قوت

حارث بن اسامہ حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

اعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوۃ بضع واربعین رجلا کل رجل من اہل الجنۃ۔	کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اوپر چالیس جنتی مردوں کی طاقت دیئے گئے تھے۔ (حجۃ اللہ صـ۶۸)

یہی وجہ تھی کہ عرب کا مشہور معروف پہلوان رکانہ جو بڑا دلیر۔ جری۔ بہادر۔ زور آور۔ نبرد آزما جس کی قوت و

طاقت کا سکہ عرب بھر میں مانا گیا تھا۔ اس نے طاقتِ نبوی کے امتحان کے لئے تین بار آپ سے کشتی کی اور حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے تینوں بار اس کو پچھاڑ دیا۔ رکانہ کی کشتی کا واقعہ خصائصِ کبریٰ میں مسطور رہے۔

نزہتہ المجالس میں حناطی ذکر کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت کا یہ حال تھا۔ کہ جب آپ نے حضرت علی کو بُتوں کے مسمار کرنے کیلئے کعبہ کی چھت پر چڑھایا تو مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

لَوْ شِئْتُ لَعَلَوْتُ السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ لِقُوَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔	کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زور سے مجھے اٹھایا کہ اگر میں چاہتا تو آسمانِ دوم تک پہنچ جاتا۔

جسمِ اقدس کی برکت

امام طبرانی اوسط میں زوجہ ابو رافع حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتی ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ میں نے حضور کے غسل کرده پانی کو پی لیا جس پر حضور نے فرمایا:

فَقَالَ اِذْهَبِيْ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ بَدَنَكِ عَلَى النَّارِ۔	جا اس کے سبب اللہ نے تیرے جسم پر آتشِ دوزخ کو حرام کر دیا۔

(خصائص ج ۲ ص ۲۵۱)

جسمِ مبارک بے سایہ

حکیم ترمذی حضرت ذکوان سے روایت کرتے ہیں:

اِنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يُرٰى لَهٗ ظِلٌّ فِيْ	کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ چاند کی چاندنی میں دکھائی دیتا تھا اور نہ

شَمْسٍ وَّلَا فِيْ قَمَرٍ۔	سورج کی روشنی میں۔

(حجۃ اللہ ص ۶۸۶)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

یہ ہم کہتے ہیں دنیا میں محمدؐ آئے بے سایہ
خدا جانے محمد تھے کہ تھا سایہ محمدؐ کا

مکھی کا ادب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ ابن سبع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کے خصائص میں لکھا ہے کہ آپ کے کپڑوں پر بھی مکھی نہ بیٹھتی تھی۔

وَمِنْ خَصَائِصِهٖ اَنَّهٗ كَانَ لَا يَنْزِلُ عَلَيْهِ الذُّبَابُ۔	اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائصِ جسم سے یہ بھی ہے کہ جسمِ اطہر پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔

(حجۃ اللہ ص ۶۸۶)

گویا مکھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و بزرگی کو پہچانتی ہے اور آپ کا ادب کرتی ہے۔

احتلام سے پاک

حضور علیہ السلام کو کبھی احتلام نہ ہُوا۔ کیونکہ احتلام شیطانی خیالات کے سبب ہوتا ہے۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مَا احْتَلَمَ نَبِيٌّ قَطُّ وَاِنَّمَا الْاِحْتِلَامُ مِنَ الشَّيْطَانِ۔	کسی نبی کو کبھی احتلام نہ ہُوا۔ کیونکہ احتلام شیطان کی وجہ سے ہوتا ہے اور انبیاء پر شیطان کا قابو نہیں ہے۔

راستہ

گزرے جس راہ سے وہ سیّدِ والا ہو کر
رہ گئی ساری زمین عنبر سارا ہو کر

اور چونکہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا جسم خوشبودار

تھا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس راستے سے گزر جاتے وہ خوشبو سے مہک جاتا۔ اور صحابہ جب راستے میں خوشبو محسوس کرتے تو کہہ دیتے کہ

اَمَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ ھٰذِہِ الطَّرِیْقِ۔	اس راستے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گزر ہوا ہے۔

(خصائص ج ۱ ص ۶۷)

دارمی وبیہقی وابو نعیم حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی خاص نشانیوں سے یہ بھی تھی۔

لَمْ یَکُنْ فِیْ طَرِیْقٍ فَیَتْبَعُہٗ اَلْاَعْرَفُ اِنَّہٗ قَدْ سَلَکَہٗ مِنْ طِیْبٍ وَلَمْ یَکُنْ یَمُرُّ بِحَجَرٍ وَلَا شَجَرٍ اِلَّا سَجَدَ لَہٗ۔	اگر کوئی آپ کے پیچھے آپ کو تلاش کرنے کے لئے آتا تو صرف خوشبو سے پہچان لیتا اور کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس راستے سے گزرتے۔ پتھر اور درخت آپ کو سجدہ کرتے تھے۔

(حجۃ اللہ ص ۶۸۵)

دارمی ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ اندھیری رات میں:

یُعْرَفُ بِاللَّیْلِ بِرِیْحِ الطِّیْبِ۔	ہم حضور علیہ السلام کو خوشبو سے ہی پہچانتے تھے (کہ آپ یہاں سے تشریف لے جا رہے ہیں۔

(حوالہ مذکور)

بزار حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہا تھا۔ حضور نے مجھ سے فرمایا کہ ہمارے ساتھ مل کر چلو، وہ فرماتے ہیں جب میں آپ کے قریب ہوا تو

فَمَا شَمَمْتُ مِسْکًا وَلَا عَنْبَرًا اَطْیَبَ مِنْ رِیْحِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔	آپ کے جسم سے جو خوشبو مجھے آ رہی تھی وہ مشک و عنبر میں نہ تھی۔

(حجۃ اللہ ص ۶۸۶)

ناظرین! سبحان اللہ۔ جسم نبوی روشن و منور ہے خوشبودار ہے۔ یعنی بے مثل نے اپنے محبوب کے ہر عضو کو بے مثل بنایا ہے سچ ہے ؎

سر تا بقدم ہے تنِ سلطانِ زمن پھول
لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول

دوش مبارک

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش مبارک بھی عجیب شان کے تھے۔ امام بزار وبیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور کے دوش مبارک سے چادر اتر جاتی اور آپ کے کندھے ظاہر ہو جاتے۔

فَکَاَنَّمَا سَبِیْکَۃُ فِضَّۃٍ	تو یہ معلوم ہوتا کہ یہ چاندی کے ڈھلے ہوئے ہیں۔

(خصائص کبریٰ)

دوش مبارک کی طاقت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش مبارک کی قوت کا یہ حال ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں

کہ حضور علیہ السلام نے فتح مکہ کے دن مجھے اٹھایا اور اس زور سے اٹھایا کہ

اِنِّی لَوْ شِئْتُ لَعَلَوْتُ اُفُقَ السَّمَآءِ۔	میں چاہتا تو افق سما تک پہنچ جاتا۔

(مستدرک)

اژدہے

امام رازی کَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی کے ماتحت لکھتے ہیں کہ جب ابوجہل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر کے ساتھ شہید کرنے کا ارادہ کیا۔ اور آپ کے قریب آیا۔

رَاٰی عَلٰی کَتِفَیْہِ ثُعْبَانَیْنِ فَانْصَرَفَ مَرْعُوْبًا۔	تو اس نے دوش اقدس پر دو بڑے اژدہے دیکھے اور ڈر کر بھاگ گیا

تثاؤب

امام بخاری اپنی تاریخ میں یزید ابن اصم سے روایت کرتے ہیں کہ

مَا تَثَاءَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَطُّ۔	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کبھی جمائی نہ آئی۔

(خصائص ج ۱ صـ۵۶)

ناف مبارک

امام طبرانی خطیب ابونعیم ابن عساکر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مِنْ کَرَامَتِیْ عَلٰی رَبِّیْ وُلِدْتُ مَخْتُوْنًا وَلَمْ یَرَ اَحَدٌ سَوْاَتِیْ۔	یہ امر اکرام میں داخل ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا اور کسی نے میرے چھپانے کی جگہ کو نہ دیکھا۔

(خصائص ج ۱ صـ۵۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

وُلِدَ مَسْرُوْرًا مَخْتُوْنًا۔	ناف بریدہ اور ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔

(خصائص ج ۱ صـ۵۳)

مہد مبارک

زمانہ شیرخواری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مہد مبارک کو فرشتے ہلایا کرتے تھے۔ چنانچہ امام ابن سبع لکھتے ہیں۔

اِنَّ مَھْدَہٗ کَانَ یَتَحَرَّكُ بِتَحْرِیْكِ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَاِنَّ اَوَّلَ الْکَلَامِ تَکَلَّمَ بِہٖ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا۔	حضور کو فرشتے جھلاتے تھے بوقت پیدائش آپ نے جو سب سے پہلے کلام کیا وہ یہ تھا۔ اللہ اکبر کبیراً۔ الحمد للہ کثیراً۔

پسینہ مبارک

ام المومنین محبوبہ سید المرسلین عائشہ صدیقہ عفیفہ پارسا رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں سے زیادہ خوبصورت تھے۔ آپ کا چہرۂ اقدس نورانی تھا جس واصف نے آپ کو دیکھا چودھویں کا چاند بتایا بلکہ سے

رخ انور کی تجلی جو قمر نے دیکھی
رہ گیا بوسہ دہ نقش کف پا ہو کر

وَکَانَ عَرَقُہٗ فِیْ وَجْھِہٖ مِثْلَ اللُّؤْلُؤِ اَلطَّیِّبُ مِنَ الْمِسْكِ الْاَذْفَرِ۔	اور آپ کے چہرۂ اقدس پر پسینہ موتی کی طرح نظر آتا تھا۔ اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ تھی۔

(خصائص)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دوپہر کے وقت ہمارے مکان میں تشریف لائے اور آپ نے آرام فرمایا۔ میری والدہ ایک شیشی لے آئیں۔ اور آپ کا پسینہ مبارک اس میں بھرنے لگیں آپ بیدار ہوئے تو فرمانے لگے۔ اے ام سلیم یہ کیا کر رہی ہو۔ عرض کی سرکار

ھٰذا عَرَقُکَ نَجْعَلُہٗ لِطِیْبِنَا وَھُوَ اَطْیَبُ الطِّیْبِ (خصائص و بخاری ج ا ص۶۶)	یہ آپ کا پسینہ مبارک ہے ہم اس سے خوشبو بنائیں گے۔ کیونکہ یہ ایک بہترین خوشبو ہے۔

سبحان اللہ۔ ہمارے پسینہ کو حضور علیہ السلام کے پسینہ سے کیا نسبت ہے۔ ہمارا پسینہ بدبودار ہے۔ اور سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک پسینہ خوشبودار ہے اور خوبرو آپ کے پسینہ کو بطور عطر استعمال کرتے ہیں چنانچہ ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دربارِ رسالت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ مجھے اپنی بیٹی کی شادی کرنی ہے آپ میری مدد فرمائیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ایک شیشی لے آ۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ آپ نے اپنی کہنیوں کا پسینہ شیشی میں بھر دیا اور فرمایا کہ اپنی بیٹی سے کہہ دے یہ پسینہ عطر کی جگہ استعمال کیا کرے۔

فَکَانَتْ اِذَا تَطَیَّبَ یَشُمُّ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ رَائِحَۃَ الطِّیْبِ فَسُمُّوا بَیْتَ الْمُطَیِّبِیْنَ۔ (حجۃ اللہ ص۶۸۵)	جب وہ حضور کے پسینہ کو استعمال کرتیں۔ تو مدینہ والے اس کی خوشبو کو سونگھتے۔ اور مدینہ کا شہر خوشبو سے مہک جاتا۔ اسی لئے لوگ اس گھر کو خوشبوؤں کا گھر کہنے لگے۔

واہ اے عطرِ خدا ساز مہکنا تیرا
خوبرو ملتے ہیں کپڑوں سے پسینہ تیرا

قلبِ مُنوَّر

پرتوِ اسمِ ذاتِ احد پر درود
نسخۂ جامعیت پہ لاکھوں سلام

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک تجلیاتِ ربانیہ۔ و معارفِ رحمانیہ کا گنجینہ ہے۔ شیطانی وساوس سے پاک و منزہ رحمتِ الٰہی کا مسکن۔ ہمیشہ بیدار رہنے والا غفلت سے دور ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے عرض کی۔ سرکار آپ وتر پڑھنے سے قبل سو جاتے ہیں اور پھر بغیر وضو فرمائے وتر ادا کر لیتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اے عائشہ!

اِنَّ عَیْنَیَّ تَنَامَانِ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ۔ (بخاری)	میری آنکھیں سوتی ہیں۔ دل بیدار رہتا ہے۔

قلب کی بیداری

ابن سعد حضرتِ عطا سے راوی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہم انبیا کے گروہ سے ہیں۔

تَنَامُ اَعْیُنُنَا وَلَا یَنَامُ قُلُوْبُنَا۔ | ہماری آنکھیں سوتی ہیں دل بیدار رہتا ہے۔

(خصائص مصطفیٰ ج ۱ صـ ۶۹)

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک ہمیشہ بیدار رہتا ہے۔ اور آپ کی نیند بھی بے نظیر ہے اور ناقضِ وضو نہیں ہے۔ انبیاء کرام کے خواب بھی وحی ہوتے ہیں۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبید ابن عمیر کو یہ کہتے سنا ہے کہ

رُؤْیَاءُ الْاَنْبِیَاءِ وَحْیٌ | انبیاء کرام کے خواب بھی وحیٔ الٰہی ہیں۔

(بخاری ج ۱ صـ ۲۵)

قلب اقدس کا غسل

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک چاک کیا گیا اور آپ کے قلب مبارک کو سنہری طشت میں غسل دے کر

ثُمَّ مُلِیَ اِیْمَانًا وَ حِکْمَۃً ثُمَّ اُعِیْدَ مَکَانَہٗ۔ | ایمان و حکمت سے بھر کر سینۂ اقدس میں رکھدیا گیا۔

(خصائص ج ۲ صـ ۶۳)

سینہ اقدس

حضور پُر نور محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک کشادہ و فراخ تھا۔ شکم مطہر سینہ کے برابر اور ہموار تھا۔ سینہ سے ناف تک ایک بالوں کی لکیر نمودار تھی۔ سینہ مبارک کئی بار شق کیا گیا اور اس میں حکمت و ایمان بھرا گیا۔ خود حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ شقِ صدر میں مجھے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ یہ شقِ صدر یا شرحِ صدر کئی بار ہوا جس میں صدہا حکمتیں تھیں۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ

کُنْتُ اَرٰی اَثَرَ الْمَخِیْطِ فِیْ صَدْرِہٖ۔ | میں نے آپ کے سینہ مبارک میں شگاف کے سلے ہوئے نشان دیکھے۔

(خصائص ج ۱ صـ ۶۴)

قرآن پاک میں بھی شرحِ صدر کا ذکر ہے۔ جس کی تفصیل عام ہے۔ شرحِ صدر کی خدمت جبرئیل امین علیہ السلام نے ادا کی تھی۔

پشتِ انور

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک سفید رنگ کی اور مضبوط تھی۔ حضرت محرش الکعبی کہتے ہیں کہ میں نے جب پشت انور پر نظر ڈالی۔

فَکَاَنَّہٗ سَبِیْکَۃُ فِضَّۃٍ۔ | تو چاندی کی طرح سفید اور مضبوط تھی۔

مونڈھوں کے درمیان مثل بیضۂ کبوتر گوشت ابھرا ہوا تھا۔ جس میں کچھ بال اور تل تھے۔ جن کے جمع ہونے پر ایک عبارت پڑھی جاسکتی تھی۔ اسی ابھار کو مُہرِ نبوت کہتے ہیں۔ چنانچہ مسلم شریف کی روایت کے یہ الفاظ ہیں:

خَاتَمُ النُّبُوَّۃِ بَیْنَ کَتِفَیْہِ مِثْلَ بَیْضَۃِ الْحَمَامَۃِ | خاتم نبوۃ۔ دونوں مونڈھوں کے درمیان بیضۂ کبوتر کے برابر تھی۔

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں۔ خاتم نبوۃ ایک گوشت کا ابھار تھا۔ جو آپ کے پشت مبارک میں تھا۔ اور اس میں گوشت کے لفظوں سے محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ امام ابو نعیم نے حضرت سلمان سے جو روایت کی ہے۔ اس میں وہ فرماتے ہیں۔ خاتم نبوۃ مثل بیضۂ کبوتر تھی اور

یہ تین سطریں پڑھی جاتی تھیں :

۱. وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ	اللہ وحدہٗ لاشریک ہے۔
۲. مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔	محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔
۳. توجہ حَیْثُ شِئْتَ فَاِنَّکَ مَنْصُوْرٌ۔	آپ جہاں چاہیں جائیں کیونکہ آپ فتحیاب ہیں۔

بغل مبارک

اکرم مخلوقات صلی اللہ علیہ وسلم کے بغل مبارک بھی بے مثل وبے نظیر تھے۔ آپ کے بغل میں مشک وعنبر سے زیادہ خوشبو آتی تھی۔ اور چاندی کی طرح سپید تھے۔ ان میں بال وغیرہ بھی نہ تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نے دعا میں اس قدر بلند ہاتھ اٹھائے۔

حَتّٰی یُرٰی بَیَاضُ اِبْطَیْہِ ۔ (بخاری)	کہ میں نے آپ کے بغلوں کی سپیدی دیکھ لی۔

ابن سعد حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ فرماتے۔

یُرٰی بَیَاضُ اِبْطَیْہِ	تو آپ کے بغلوں کی سپیدی نظر آجاتی تھی۔

امام طبری حضور کے خصائص میں ذکر کرتے ہیں۔ کہ تمام آدمیوں کے بغلوں کا رنگ متغیر ہوتا ہے لیکن آپ کے بغل مبارک کا رنگ متغیر نہ تھا۔

اِنَّہٗ لَا شَعْرَ فِیْہِ ۔ (خصائص ج ۱ ص ۶۳)	نیز آپ کے بغل میں بال بھی نہ تھے۔

بغل مبارک کی خوشبو

دارمی قبیلہ حریش کے ایک شخص سے راوی وہ کہتے ہیں۔ جب حضور علیہ السلام نے ماعز بن مالک کو سنگسار کرنے کا حکم دیا تو میں گھبرا گیا۔ آپ نے مجھے اپنے سینہ سے لگا لیا۔

فَسَالَ عَلَیَّ مِنْ عِرْقِ اِبْطِہٖ مِثْلُ رِیْحِ الْمِسْکِ ۔ (حوالہ مذکور)	اور آپ کے بغل مبارک کا پسینہ مجھ پر ٹپکنے لگا۔ جس میں سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔

قد مبارک

تِرا قد تو نادرِ دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے ★ نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں

حضور سرور عالم حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک گلبن رحمت کی ڈالی تھا۔ نہ بہت دراز اور نہ بہت کوتاہ۔ جس سے یہ معجزہ ظاہر ہوتا تھا کہ جب آپ چلتے تو ہر طویل قد و قامت کے آدمی آپ کے آگے پست نظر آتے۔ جب آپ قوم کے درمیان بیٹھتے تو آپ کے مونڈھے سب سے بلند رہتے۔

امام بیہقی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی۔ وہ فرماتی ہیں۔ کہ آپ کا قد مبارک درمیانہ تھا

اور بلند قامت آدمیوں سے بھی آپ اونچے دکھائی دیتے تھے۔ امام ابن سبع نے آپ کے خصائص میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب آپ مجلس میں تشریف فرما ہوتے۔

یَکُوْنُ کَتِفُہٗ اَعْلٰی مِنْ جَمِیْعِ الْجَالِسِیْنَ۔ (خصائص ج ۱ ص۶۵)

تو مجلس کے تمام آدمیوں سے آپ کے دوش مبارک بلند نظر آتے۔

تیرا قدِ مبارک گلبنِ رحمت کی ڈالی ہے
اسے بو کر تیرے رب نے بنا رحمت کی ڈالی ہے

سرِ اقدس

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سرِ مبارک قدرتِ خداوندی کا نمونہ تھا۔ نہایت معتدل اور قامتِ اقدس پر موزوں۔ سر کے بال سیاہ چمکیلے گھونگھر والے تھے نہ بالکل سیدھے اور نہ پیچیدہ بل کھائے ہوئے۔ آپ کے بال کبھی نصف کان تک اور کبھی کان کی لو تک رہتے۔ بالوں کے برکات وحسنات اور معجزات کا بھی ٹھکانہ نہ تھا زرقانی میں ہے کہ حضور علیہ السلام کا سرِ مبارک

عَظِیْمُ الْھَامَۃِ شَدِیْدُ سَوَادِ الرَّاْسِ وَاللِّحْیَۃِ (ابن عساکر)

بڑا مگر اعتدال سے زیادہ نہ تھا۔ بال سیاہ چمکدار تھے۔

یہ بھی ایک معجزہ تھا کہ جب ابوجہل ایک پتھر لے کر آپ پر حملہ آور ہوا اور چاہتا یہ تھا۔۔۔۔۔ پتھر سے کچل دوں۔ تو سرِ اقدس کی عظمت ورفعت سے گھبرا کر پیچھے ہٹ گیا۔ کہنے لگا۔ جب میں آپ کے قریب ہوا تو میں نے ایک نہایت خطرناک دانتوں والا اونٹ دیکھا۔ جو مجھے کھانا چاہتا تھا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع حضور کو ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ وہ جبرئیل تھے اگر ابوجہل قریب آتا تو پکڑا جاتا۔ (ابن ہشام)

اللہ اکبر! جبرئیل جیسا ملکوتیوں کا شہنشاہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے در کی دربانی کرتا ہے۔

تاج والوں کا یہاں خاک پہ ماتھا دیکھا
سارے داراؤں کی دارا ہوئی دارائی دوست

پیشانی مبارک

حضور محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی پیشانی مبارک کشادہ اور نورانی تھی اس قدر چمکدار اور روشن تھی کہ جب رات کو پیشانی سے بال اٹھا لیتے تو معلوم ہوتا۔

کَاَنَّہٗ ھُوَ السِّرَاجُ الْمُتَوَقِّدُ یَتَلَاْلَاُ (جواہر البیان)

کہ ایک روشن چراغ ہے جو دمک رہا ہے۔

شرم سے جھکتی ہے محراب کہ ساجد ہیں حضور
سجدہ کرواتی ہے کعبہ سے جبیں سائی دوست

نور کا فوارہ

خطیب ابن عساکر ابونعیم دیلمی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ سید عالم میرے سامنے تشریف فرما تھے اور میں چرخہ کات رہی تھی اور حضور کی پیشانیِ اقدس کو پسینہ آرہا تھا اور اس سے نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ میں یہ دیکھ کر مبہوت ہوگئی اور کاتنے سے ٹھہر گئی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

مَالَکِ بُھِتِّ قُلْتُ جَعَلَ جَبِیْنُکَ یَعْرِقُ وَجَعَلَ عَرَقُکَ یَتَوَلَّدُ نُوْرًا۔ (خصائص ج ۱ ص۶۷)

کیوں حیرانی کیا ہے؟ میں نے عرض کی۔ سرکار میرے مبہوت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ میں دیکھ رہی تھی کہ آپ کی پیشانی پر پسینہ آرہا ہے اور پسینہ کے ہر قطرہ سے نور کا فوارہ جاری ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
میں نے حضور سے زیادہ خوبصورت کسی چیز کو نہ دیکھا۔
میں نے دیکھا۔

كَانَ الشَّمْسَ تَجْرِي فِي جَبْهَتِهٖ۔ (حوالہ مذکور)	گویا کہ آفتاب آپ کی پیشانی میں رواں ہے۔

علامہ بوصیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِي مَحَاسِنِهٖ فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمٍ۔	حضور صلی اللہ علیہ وسلم حسن وجمال میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے اور آپ کا جوہر حسن غیر منقسم تھا۔

گردن مبارک

حضور سرور انبیاء حبیب کبریا محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی گردن مبارک بھی ایک معجزہ تھی اعتدال کے ساتھ طویل اور چاندی کی طرح سفید حسن کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔ صراحی دار تھی جس کا رنگ سفید تھا۔

كَاَنَّ اَبْرِيْقُ فِضَّةٍ (شمائل ترمذی)	گویا آپ کی گردن چاندی کی صراحی تھی۔

اور حق تو یہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا تمام جسم مبارک ہی بے مثال تھا۔ حضرت براء رضی فرماتے ہیں :

اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَاَحْسَنُهُمْ خُلْقًا۔	کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چہرے کے حسن وجمال اور خلق کے لحاظ سے سب میں زیادہ حسین تھے۔

اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حسن وجمال کو بیان کرتے ہوئے عاجز آ جاتے تو آخری جملے ان کے یہ ہوا کرتے تھے کہ

لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ۔	آپ کی مثال نہ آپ سے پہلے دیکھی گئی اور نہ بعد۔

عقل مبارک

حضور پُرنور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کی فراست و دانائی بھی بے نظیر تھی اور تمام دنیا کے عقلاء آپ کی فہم وفراست کے معترف تھے اور ہیں۔

امام ابونعیم حلیہ میں اور ابن عساکر وہب بن منبہ سے راوی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور ان سب میں یہ لکھا پایا ہے کہ جو عقل وفہم اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی ہے اس کی عظمت ورفعت کا یہ عالم ہے کہ ابتدائے آفرینش سے لے کر انتہائے دنیا تک کے عقلاء کی عقلیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل کے مقابل ریت کا ایک ذرہ نظر آتی ہیں۔

وَاِنَّ مُحَمَّدًا اَرْجَحُ النَّاسِ عَقْلًا وَاَرْجَحُهُمْ رَاْيًا۔	اور بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کے انسانوں پر عقل ورائے کے لحاظ سے بھی ترجیح ہے۔

حضور علیہ السلام کی خوشبو - صفحہ ۱۴۱ پر ہے

فضلاتِ مُبارک

جس کے پانی سے شاداب جان وجناں ★ اس دہن کی ترواوت پہ لاکھوں سلام

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع فضلات مبارکہ اُمت کے حق میں طیب و طاہر، باعثِ برکت و رحمت ہیں۔ لیکن خود آپ کے حق میں آپ کی عظمتِ شان کے سبب حکمِ اصلی باقی ہے۔ اور اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میں سرکار علیہ السلام کے کپڑوں سے اگر منی سوکھی ہوئی ہوتی تو کھرچ دیتی تھی اور اگر تر ہوتی تو دھو ڈالتی تھی دراں حالیکہ حضور نماز کے لئے تشریف لے جاتے اور آپ کے کپڑے گیلے ہوتے تھے۔

اس حدیث سے فقہا کرام نے استدلال کیا ہے اور فرمایا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس فعل سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات یعنی بول وبراز وغیرہ آپ کے حق میں تو حکمِ اصلی پہ باقی ہیں اور اُمت کے حق میں طیب وطاہر ہیں۔

چنانچہ فتاویٰ اسعدیہ جلد اول میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے اور اسی میں صفحہ ۲۴ پر لکھا ہے۔

واعلم ان منی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وکذا سائر فضلاتہ طاھرٌ عند علماء الثلاثۃ۔	کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی منی اور تمام فضلات طاہر وطیب ہیں۔

لعابِ اقدس

سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک سبحان اللہ۔ مشک وعنبر سے زیادہ خوشبودار ہر مرض کے لئے اکسیر۔ اور بے شمار برکتوں اور رحمتوں کا حامل ہے۔ امام ابونعیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی۔ کہ میرے مکان کے کنوئیں میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک ڈال دیا جس کا اثر یہ ہوا کہ

فلم یکن بالمدینۃ بیراً اعذب منھا۔ (خصائص ج ۱ ص ۶۱)	مدینہ میں کوئی کنواں ایسا نہ تھا۔ جس کا پانی اس کنوئیں سے زیادہ میٹھا ہو۔

سبحان اللہ۔ لعاب مبارک کی برکت سے کنوئیں کا پانی میٹھا ہو گیا اور نہ صرف یہ بلکہ اس کنوئیں کا پانی بے مثل و بے نظیر ہو گیا۔ اور مدینہ کا کوئی کنواں اس کنوئیں کی فضیلت نہ پا سکا۔ کیوں؟ اس لئے کہ بے مثل انسان کا لعاب مبارک تھا۔ بے مثل نے کنوئیں کے پانی کو بے مثل کر دیا ہے

جس سے کھاری کنوئیں شیرہ جاں بنیں
اس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

پانی خوشبودار ہو گیا

امام ابونعیم حضرت وائل بن حجر سے راوی۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی کا ایک ڈول لایا گیا۔ حضور پاک نے اس ڈول سے پانی نوش فرمایا۔

پھر آپ نے کنوئیں میں کُلّی فرمائی۔ جس کا اثر یہ ہُوا۔

فَفَاحَ مِنْهُ مِثْلَ رَائِحَةِ الْمِسْكِ۔	کہ کنوئیں سے مشک و عنبر کی خوشبو آنے لگی۔

(حوالہ مذکور)

لعاب مبارک کی عجیب برکت

بیہقی و ابو نعیم حضرت رزینہ سے راوی وہ فرماتی ہیں کہ یوم عاشورہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن و حسین علیہم السلام کو اپنے پاس بلایا اور ان کے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈال دیا اور فرمایا کہ اب ان دونوں بچوں کو رات تک دودھ پلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا۔

فَكَانَ رِيقَةً يَجْزِيهِمْ (حوالہ مذکور)	اور آپ کا لعاب مبارک ان کو رات تک کافی ہوتا۔

سبحان اللہ آپ کے لعاب مبارک میں کیسی عجیب و غریب برکت تھی کہ آپ کا لعاب دودھ کی جگہ کام دیتا تھا۔

ابی امامہ فرماتے ہیں۔ ایک عورت نہایت فحش گو بد زبان تھی ایک مرتبہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ آپ قدید تناول فرما رہے تھے۔ اس نے عرض کی مجھے بھی دیجئے۔ آپ نے اپنے سامنے سے کچھ عطا فرما دیا۔ اس نے عرض کی۔ حضور یہ نہیں بلکہ اپنے منہ کا نوالہ عطا فرمایئے۔ آپ نے وہ بھی عطا فرمایا۔ اور اس نے فوراً کھا لیا۔ ابی امامہ کہتے ہیں کہ حضور کے جھوٹا کھانے کے بعد اس عورت نے فحش کلامی نہ کی۔

فَلَمْ يُعْلَمْ بَعْدَ ذَالِكَ مِنَ الْبَذَاءِ (حوالہ مذکور)	اور کبھی کسی نے اس کی بدزبانی کو نہ جانا۔

لعاب مبارک سے شفا

○ ابن سعد متعدد صحابہ کرام سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیر بضاء پر تشریف لائے۔ اور اس کنوئیں سے پانی کا ایک ڈول نکلوایا۔ نوش فرمایا۔ پھر ڈول میں لعاب مبارک بھی ڈالا اور کُلّی بھی فرمائی۔ پھر اس ڈول کا پانی واپس کنوئیں میں ڈلوا دیا۔ آپ کے زمانے میں جب کوئی بیمار ہوتا تو فرماتے۔

اِغْسِلُوْهُ مِنْ مَاءِ بِضَاءٍ فَيَغْسِلُ فَكَأَنَّمَا حُلَّ مِنْ عِقَالٍ۔ (خصائص مصطفیٰ)	بیر بضاء کے پانی سے اس کو غسل کراؤ۔ جب مریض غسل کرتے تو اسی وقت شفا ہو جاتی

ناظرین! اس کنوئیں کے پانی میں یہ قوت و طاقت اور برکت کیوں پیدا ہو گئی؟ صرف اس لئے کہ حضور نے اپنا لعابِ دہن اس میں ڈال دیا تھا۔ یہ اسی کی برکت اسی کی طاقت اسی کا فیض تھا۔ جو کنوئیں کے پانی سے ظاہر ہُوا۔ اور شافی الامراض نے کنوئیں کے پانی کو شافی الامراض بنا دیا ؎

رافع نافع دافع شافع
کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں

○ خونِ اقدس کے برکات

ابن حبان حضرت ابن عباس سے راوی ہیں۔ کہ ایک غلام قریشی نے حضور علیہ السلام کے پچھنے لگائے جسم اقدس سے جو خون نکلا وہ اس نے پی لیا۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِذْهَبْ فَقَدْ	جا تو نے اپنے نفس پر

احرزت نفسك من النار۔ | آتشِ دوزخ حرام کرلی۔

(خصائص ج ۲ ص ۲۵۲)

فتاویٰ اسعدیہ میں ہے کہ یومِ احد میں حضور کے سر مبارک سے جو خون نکلا۔ وہ حضرت مالک ابن سنان نے پی لیا۔ حضور کو جب اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا۔ | جو زمین پر جنتی کو دیکھنا چاہے تو مالک ابن سنان کو دیکھ لے۔

(اسعدیہ ج ۱ ص ۵)

خونِ اقدس کا ذائقہ

شفا ملا علی قاری میں ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خون مبارک بطور تبرک پیا تو کسی نے ان سے پوچھا کہ خون کا ذائقہ کیا تھا۔ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اما الطعم فطعم العسل واما الرائحۃ فرائحۃ المسك۔ | ذائقہ شہد کی طرح تھا۔ اور خوشبو مشک و عنبر جیسی تھی۔

(شفا ج ۱ ص ۱۶۲)

دیکھئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خونِ اقدس میں مشک و عنبر کی خوشبو ہے۔ اس کا ذائقہ شہد کی طرح ہے۔ اس کے پینے سے انسان جنتی ہو جاتا ہے۔ کیا عام انسانوں کے فضلات میں بھی ایسی برکت پائی جاتی ہے۔ کیا ہمسری کے دعویداروں کے خون میں بھی مشک و عنبر کی خوشبو ہوتی ہے؟

براز مبارک

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے براز مبارک کے متعلق تفصیل کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اس کی نوعیت کیا تھی۔ کیونکہ آج تک کسی نے آپ کے براز مبارک کو دیکھا ہی نہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے دربارِ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ جب آپ بیت الخلاء تشریف لے جاتے ہیں تو میں وہاں کوئی گندگی نہیں دیکھتی۔

اِلَّا کُنْتُ اَشُمُّ رَائِحَۃَ الطیب۔ | ہاں وہاں خوشبو ضرور پاتی ہوں۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

اَمَا عَلِمْتِ اَنَّ اَجْسَادَنَا نَبَتَتْ عَلٰی اَرْوَاحِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَمَا خَرَجَ عَنْھَا مِنْ شَیْءٍ ابْتَلَعَتْہُ الْاَرْضُ۔ | کیا تم نہیں جانتیں ہمارے جسم ارواحِ اہلِ جنت پر پیدا کئے گئے ہیں۔ جو چیز نکلتی ہے۔ زمین اس کو نگل جاتی ہے۔

(خصائص ج ۱ ص ۷)

حقیقت یہ ہے کہ ہم جو کھاتے ہیں وہ گندگی بنتی ہے اور حضور چونکہ نور ہیں۔ اس لئے آپ جو تناول فرماتے ہیں وہ نور بنتا ہے۔

دوسری روایت کے لفظ یہ ہیں۔

اِنَّ الْاَرْضَ تَبْتَلِعُ مَا یَخْرُجُ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَلَا یُرٰی مِنْہُ شَیْءٌ۔ | انبیاء سے جو نکلتا ہے زمین اس کو نگل جاتی ہے اور ان کا براز وغیرہ نظر نہیں آتا۔

(حوالہ مذکور)

بَول مبارک کے برکات

حاکم و دارقطنی و ابونعیم حضرت ام ایمن سے راوی۔ وہ فرماتی ہیں۔ ایک شب حضور علیہ السلام بیدار ہوئے اور آپ نے ایک پیالہ میں پیشاب فرمایا۔ جب میں رات کو اٹھی اور پیاسی تھی۔ میں نے آپ کا بَول مبارک پی لیا اور صبح کو میں نے رات کا واقعہ آپ کو سنایا۔ آپ نے سن کر

فضحکَ وَقَالَ اِنَّكِ لَنْ تَشْتَكِي بَطْنَكِ بَعْدَ يَوْمِكِ هٰذَا اَبَدًا۔ (خصائص ج ۱ ص ۷۱)	تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا آج سے کبھی تجھے پیٹ کی بیماری نہ ہوگی۔

امام عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی تخریج کی ہے کہ ایک عورت جن کا نام برکت تھا۔ انھوں نے بھی آپ کا بَول مبارک پی لیا۔ جس کی برکت سے وہ کبھی بیمار نہ ہوئیں۔ (حوالہ مذکور)

حدیثِ بالا سے ثابت ہُوا کہ حضرت ام ایمن نے آپ کا بَول مبارک پیا۔ اور آپ نے منع نہ فرمایا۔ بلکہ خوش ہوئے۔ اور انہیں بشارت دی کہ تم اس کی برکت سے پیٹ کی بیماری سے محفوظ رہوگی۔

معلوم ہُوا کہ امت کے حق میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات مبارک طیب وطاہر باعثِ برکت ہیں بلکہ دافع البلاد ہیں۔ اور امراض کے ازالہ کی طاقت رکھتے ہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فوراً منع فرما دیتے اور حضرت امِ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیتے کہ آئندہ ایسا نہ کرنا۔

بَول مبارک کی برکت

امام طبرانی و بیہقی بسندِ صحیح کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت برہ خادم ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بَول مبارک پی لیا۔ جس پر حضور نے فرمایا:

لَقَدِ احْتَظَرْتِ مِنَ النَّارِ بِحِظَارٍ (خصائص ج ۲ ص ۲۵۲)	تم نے اپنے نفس کو دوزخ سے بالکل بچا لیا۔

غسالہ شریف کی برکت

امام طبرانی سلمیٰ امراءۃ ابی رافع سے راوی وہ کہتی ہیں کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا۔ تو میں نے آپ کے غسل شریف کا پانی پی لیا اور آپ کو اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا:

اِذْهَبِي فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ بَدَنَكِ عَلَى النَّارِ۔ (حوالہ مذکور)	جا تیرے جسم پر آتش دوزخ حرام ہوگئی۔

سبحان اللہ حضور نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا شان ہے۔ آپ کے بَول مبارک کے پینے سے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ غسل شریف کے غسالہ کی برکت سے آتش دوزخ سے نجات ملتی ہے۔

کیا ہمسری کے دعویدار حضور کے بَول مبارک کی بھی برابری کر سکتے ہیں؟

قدمِ مبارک

الغرض ان کے ہر مُو پہ لاکھوں درُود
ان کی ہر خُو و خصلت پہ لاکھوں سلام

حضور نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک ہموار تھے۔ اگر پانی ان پر پڑتا تو ڈھل جاتا تھا۔ تلوے کے بیان میں مختلف روایات ہیں۔ شمائل کے لفظ یہ ہیں:

خمصان الاخمصین	تلوا مبارک اونچا تھا۔ زمین سے نہ لگتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن بریدہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ السلام کے

احسن البشر قدماً	قدم مبارک تمام انسانوں کے قدم سے حسین تھے۔

پاؤں کی انگلیاں قدرے موٹی اور مضبوط تھیں انگوٹھے سے بعد والی انگلی دوسری انگلیوں سے طویل تھی۔ قدم مبارک کا اعجاز یہ تھا کہ پتھر اس کے نیچے نرم ہو جاتا تھا۔ اور نشانِ قدم پتھر پر بن جاتا تھا چنانچہ پاک و ہند اور بلادِ اسلامیہ کے صدہا مقامات پر آپ کے نشانِ قدم موجود ہیں ؎

نہ میرے دل نہ جگر پر نہ دیدۂ تر پر
کرم کرے وہ نشانِ کرم تو پتھر پر

ایڑیاں

نرم اور چکنی اور صاف تھیں۔ ان پہ پانی نہ ٹھہرتا تھا۔ اعتدال کے ساتھ گوشت سے بھری ہوئی تھیں۔ حضور کی ایڑیوں کی لطافت و پاکیزگی اور تلوے کی خوبصورتی کو بیان کرنا ناممکن ہے۔

نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانی ایڑیاں سبحان اللہ! یہ وہ مقدس ایڑیاں ہیں جن کو روح القدس کے نورانی ہونٹ بوسہ دیتے ہیں اور روح الامین کے سر کا تاج ان کو سجدہ کرتا ہے۔

تاج روح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں
رکھتی ہیں واللہ وہ پاکیزہ گوہر ایڑیاں

یہ وہ ایڑیاں ہیں جن کے سامنے شمس و قمر کی چہروں کی چمک ماند پڑ جاتی ہے۔ چاند کا دمکتا عارض مرجھا جاتا ہے۔ سورج کی جہانگیر روشنی ماند پڑ جاتی ہے ؎

عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں یہ خوش تر ایڑیاں
عارضِ شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں

یہ وہ منور ایڑیاں ہیں جو دن کو سورج اور رات کو چاند بن کر چمکتی ہیں کائنات کو اپنی عالمگیر روشنی سے منور کر دیتی ہیں اور ان کی ضیاء سے عالم کا ذرہ ذرہ چمک اٹھتا ہے اور لامکان تک ان کی نورانیت سے مستفیض ہوتا ہے ؎

جا بجا پرتو فگن ہیں آسماں پہ ایڑیاں
دن کو ہیں خورشید شب کو ماہِ اختر ایڑیاں

ان کی طاقت

ان کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ ہلتا پہاڑ ان مقدس ایڑیوں کے رعب و جلال سے ٹھہر جاتا ہے اور سہم کر

خاموش ہوجاتا ہے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی معیت میں کوہِ احد پر جلوہ فگن تھے کہ پہاڑ ہلنے لگا۔

فَضَرَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔ (بخاری)	حضور علیہ السلام نے پہاڑ پر ٹھوکر ماری۔ پہاڑ رک گیا

ایک ٹھوکر سے احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

رفتارِ قدم

ان کی رفتار کا یہ عالم تھا جس کے متعلق حضرت یزید فرماتے ہیں کہ سیدِ عالم علیہ السلام کے قدم پاک کی رفتار اسقدر تیز تھی۔

حَتّٰی یُھَرْوِلُ الرَّجُلُ وَرَاءَہٗ فَلَمْ یُدْرِکُہٗ۔ (حجۃ اللہ ص ۶۹۰)	اگر کوئی شخص دوڑ کر بھی یہ چاہے کہ آپ تک پہنچ جائے تو نہ پہنچ سکتا تھا۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سے زیادہ کسی کو تیز رفتار نہ دیکھا۔ حضور محبوب کبریا جب چلتے تو ایسا معلوم ہوتا۔

کَاَنَّ الْاَرْضَ تُطْوٰی لَہٗ وَ اِنَّا لَنَجْھَدُ وَاِنَّہٗ غَیْرُ ... (حجۃ اللہ ص ۶۸۹)	کہ زمین آپ کیلئے لپیٹ دی گئی ہے ہم کوشش کے باوجود آپ تک نہ پہنچ سکتے تھے۔

عرش تا فرش زمیں ہے فرش تا عرش بریں
کیا نرالی طرز کی نام خدا رفتار ہے

سبحان اللہ۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ ہم کوشش کے باوجود حضور تک نہ پہنچ سکتے تھے گویا سرکار کے نورانی قدم ایسے تھے۔ کہ ان کی بھی کوئی برابری نہیں کر سکتا تھا چہ جائیکہ ہمسری کا دعویٰ کیا جائے۔ ہاں ہاں یہ تو قدم نبوی کی زمین پہ رفتار ہے ان کی رفتار عرش پر دیکھو جہاں جبرئیل جیسا بلند پرواز عرض کرتا ہے:

مَا لَنَا اِلَّا وَلَہٗ مَقَامٌ مَعْلُوْمٌ لَوْ دَنَوْتُ اَنْمُلَۃً لَاحْتَرَقْتُ۔	حضور یہاں سے آگے نہیں جا سکتا۔ سرکار پورے برابر بڑھ دوں تو جل جاؤں گا

اگر یکسر موئے برتر پرم — فروغ تجلی بسوزد پرم

معلوم ہوا کہ جہاں شہباز سدرہ کی رفتار ختم ہو۔ ملکوتیوں کے شہنشاہ کے بازو تھک جائیں۔ وہاں سے رفتار قدم پاک مصطفےٰ علیہ السلام شروع ہوتی ہے

نہ حجابِ چرخ و مسیح پر نہ کلیم و طور نہاں مگر
جو گیا ہے عرش سے بھی ادھر وہ عرب کا ناقہ سوار ہے

تصرفاتِ قدم

ان مبارک ایڑیوں کے تصرفات میں سے ایک ادنیٰ تصرف یہ ہے کہ مقام ذو المجاز پر ابوطالب کو پیاس لگی۔ انھوں نے حضور سے تشنگی کی شکایت کی حضور نے یہ سن کر

فَاِذَا اَنَا بِمَاءٍ لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ۔ (خصائص)	زمین پر ایڑی لگائی زمین سے چشمہ پھوٹ پڑا۔ میری آنکھوں نے اس سے قبل ایسا چشمہ نہ دیکھا۔

ابوطالب نے سیر ہو کر پانی پیا حضور نے اپنی ایڑی مبارک مار کر چشمہ کو بند کر دیا۔ اللہ اکبر حضرت موسیٰ عصا مارتے ہیں پتھر پانی نکلتا ہے۔ مگر مصطفےٰ علیہ السلام ایک ٹھوکر سے دریا بہا رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ وہ موسیٰ تھے جنہیں عصا مارنے کی ضرورت تھی۔ یہ مصطفےٰ محبوبِ خدا علیہ السلام ہیں۔ انہیں عصا کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ان کے پائے اقدس میں موسیٰ کے عصا سے بھی زیادہ طاقت وقوت ہے

جب آ گئی ہیں جوش رحمت پہ ان کی آنکھیں
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

اونٹنی کی سستی

امام مسلم حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کو حضور نے طلب فرمایا وہ حاضر ہوا۔ اور اس نے عرض کی سرکار میری اونٹنی نے مجھے تھکا دیا ہے یعنی بہت سست ہے

ضَرَبَهَا بِرِجْلِهٖ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَقَدْ رَاَيْتُ تَسْبِقُ الْقَائِدَ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین)	آپ نے پائے اقدس سے ٹھوکر لگادی۔ ابوہریرہ کہتے ہیں مجھے اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے حضور کے قدم پاک کی برکت سے وہ اونٹنی ایسی تیز ہوگئی کہ کسی کو آگے نہ بڑھنے دیتی تھی۔

مرض کا ازالہ

ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت علی بیمار ہوئے اور سخت بیمار ہوگئے یہاں تک کہ اپنی زندگی سے ناامید ہوگئے حضور کا ادھر سے گزر ہوا۔

فضربها برجله قَالَ اَللّٰهُمَّ عَافِهٖ وَاشْفِعْهُ۔	آپ نے ایک ٹھوکر ماری۔ اور فرمایا الٰہی ان کو عافیت عطا فرما۔

مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد سے مجھے اس مرض کی کبھی شکایت نہ ہوئی ؎

سر سے پا تک ہر ادا ہے لاجواب
خوبروؤں میں نہیں ان کا جواب

بصارتِ نبوی

حاضر و ناظر

سرِ عرش پر ہے تری گذر۔ دلِ فرش پر ہے تری نظر ★ ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

عجب بات ہے کہ ایک فرقہ حضور علیہ السلام کے حاضر و ناظر ہونے کا نہ صرف انکار ہی کرتا ہے بلکہ ہر اس شخص کو جو حضور سرورِ کائنات کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کافر و مشرک بھی قرار دیتا ہے حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ حاضر ناظر ہونا یہ رسول کریم کی ایک بہت بڑی خصوصیت ہے اور آپکی عظمت و بزرگی کا ایک نشانِ اعظم ہے اور ایک ایسا عظیم و جلیل مرتبہ ہے جو اللہ عزوجل نے آپ کو عطا فرمایا ہے غور تو کیجئے کہ نبی کریم کی عظمت پہ کہنے اور سمجھنے سے ظاہر ہوتی ہے کہ آپ پر احوالِ دنیا و آخرت منکشف ہیں یا اس میں کہ آپ کو تو معاذ اللہ دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں ہے؟

حاضر و ناظر کے معنے

ملا قاضی عیاض کی شرح شفا جلد ۲ صفحہ ۵۰۵ پر ہے۔

اَلشَّهِيْدُ مِنَ الشُّهُوْدِ بِمَعْنَى الْحُضُوْرِ۔ وَ مَعْنَاهُ الْعَالِمُ۔	لفظ شہید شہود سے مشتق ہے شہید حضور کے معنی میں ہے اور حضور کے معنی عالم کے ہیں۔

شرح مواقف صفحہ ۶۱۹ پر مذکور ہے:

اَلنَّظَرُ فِي اللُّغَةِ بِمَعْنَى الرُّؤْيَةِ۔	نظر لغت میں رویت کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔

اس تشریح سے معلوم ہوا کہ حاضر کے معنی عالم کے ہیں اور ناظر کے معنی دیکھنے والے کے ہیں اہلسنت و جماعت حضور سرورِ عالم کو حاضر و ناظر مانتے ہیں اسکا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو وہ علم۔ وہ رویت وہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ حضور ہر جگہ اور ہر مقام کا علم و رویت رکھتے ہیں اور چشم نبوت ورسا

کائنات کا کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں ہے۔

قرآنِ حکیم

اللہ رب العزت جل مجدہٗ ارشاد فرماتا ہے:

۱۔ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا۔	محبوب ہم نے تمہیں شاہد مبشر اور نذیر بنایا۔
۲۔ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔	یہ رسول تم پر شہید ہیں
۳۔ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا۔	ہم قیامت کے دن سب پر آپکو شہید بنائیں گے۔

آیت اول میں لفظ شاہد اور دوم میں لفظ شہید ہے اور شاہد شہید کے معنی عالم کے ہیں اب آیۂ مذکورہ کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ اللہ نے اپنے رسول کو بے خبر بنا کر نہیں بھیجا بلکہ علم و رویت۔ حاضر و ناظر کی صفت سے نوازا ہے اور آپ کے سرِ اقدس پر علم و معرفت کا تاج رکھا ہے

ان آیات کی تفاسیر

(۱) حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں:

شَاهِدًا اَیْ عَالِمًا وَّمُطَّلِعًا۔ (شرح شفا ج ۱ صـ ۵۰۵)	شاہد کے معنی یہ ہیں کہ اللہ نے آپکو عالم بنایا ہے اور تمام اشیاء پر اطلاع دی ہے

(۲) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لفظ شہیداً کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وباشد رسول شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنورِ نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست۔ وحجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او مے شناسد گناہان شمارا و اعمالِ نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا۔ لہٰذا شہادتِ او در دنیا و دین بحکمِ شرع در حقِ امت مقبول و واجب العمل است (تفسیر عزیزی صـ ۶۷۶)	تمہارے رسول دن قیامت میں تم پر گواہ ہونگے۔ کیونکہ وہ اپنی نبوت کے نور کیساتھ اپنے دین پر چلنے والے کے رتبہ سے واقف ہیں کہ وہ میرے دین میں کس درجہ پر پہنچا اور اس کے ایمان کی کیا حقیقت ہے اور جس حجاب کے سبب وہ ترقی سے رک گیا وہ کونسا حجاب ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر امتی کے گناہوں کو پہچانتے اور تم سب کے ایمان کے درجوں کو جانتے ہیں۔ اور تمہارے سب نیک و بد اعمال سے واقف ہیں اور تمہارے خلوص و نفاق پر مطلع ہیں

لہٰذا حضور کی گواہی دنیا و آخرت میں بحکمِ شرع امت کے حق میں مقبول ہے

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے لفظ شہید کی جو تفسیر فرمائی ہے اس سے ذیل کے امور پر روشنی پڑتی ہے:

(۱) یعنی حضور نبی کریم علیہ السلام اپنے نورِ نبوت کے ذریعہ اپنے ہر امتی کے رتبہ و مقامِ ایمان، ایمان کے درجات، اس کی حقیقت، عدمِ ترقی کے اسباب و حجاب، اپنے امتی کے گناہ۔ نیک و بد اعمال، قلبی احوال، خطرات، وسواس، نفاق غرضیکہ اپنی امت کی ہر حرکت و سکون سے واقف ہیں اسی لئے قیامت کے دن حضور کی گواہی امت کے حق میں مقبول ہوگی اور یہی حاضر و ناظر کے معنی ہیں۔ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ شاہ صاحب نے لفظ شہید کی جو تفسیر فرمائی ہے اس میں تمام مفسرین کرام متفق و متحد ہیں۔ بخوفِ طوالت ہم صرف چند تفاسیر کے حوالے اور پیش کرتے ہیں:

۱۔ تفسیر روح البیان میں ہے:

وَمَعْنٰى شَهَادَةِ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِمْ اِطِّلَاعُهٗ عَلٰى رُتْبَةِ كُلِّ مُتَدَيِّنٍ۔	اور شہادت کے معنی یہ ہیں کہ حضور ہر مسلمان کے رتبہ و مقام پر مطلع ہیں۔

۲۔ تفسیر خازن و مدارک میں ہے:

ثُمَّ يُؤْتٰى بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُسْاَلُهٗ عَنْ حَالِ اُمَّتِهٖ فَيُزَكِّيْهِمْ وَيَشْهَدُ بِعَدَالَتِهِمْ	قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے امت کے متعلق سوال ہوگا تو آپ اپنی امت کے عدل کی شہادت دیں گے کیونکہ حضور امتی کے عدل

وَیُزَکِّیهِم وَیعلمہ بعد الاثم۔ کو جانتے ہیں۔

۳۔ تفسیر نیشاپوری میں ہے آیت نمبر ۳ کے ماتحت۔

لِاَنَّ رُوحَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَاہِدٌ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَرْوَاحِ وَالْقُلُوْبِ وَالنُّفُوْسِ بِقَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا خَلَقَ نُوْرِیْ۔	حضور علیہ السلام قیامت کے دن کی گواہی دیں گے کیونکہ حضور کی روح مبارک تمام ارواح اور قلوب اور نفوس کو دیکھ رہی ہے اسی لئے آپ نے فرمایا تھا کہ سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

۴۔ تفسیر مدارک میں آیت نمبر ۳ کے ماتحت ہے:

اَیْ شَاہِدًا عَلٰی مَنْ کَفَرَ بِالْکُفْرِ وَعَلٰی مَنْ نَافَقَ بِالنِّفَاقِ وَعَلٰی مَنْ اٰمَنَ بِالْاِیْمَانِ۔	یعنی حضور کافروں کے کفر منافقوں کے نفاق اور ایمان والوں کے ایمان کی قیامت کے دن گواہی دیں گے۔

ف۔ واضح ہو کہ کفر و نفاق کا تعلق دل سے ہوتا ہے اور یہ بہت بڑا غیب ہے۔

۵۔ روح البیان میں ہے:

وَاعْلَمْ اَنَّہٗ یُعْرَضُ عَلَی النَّبِیِّ اَعْمَالُ اُمَّتِہٖ غُدْوَۃً وَّعَشِیَّۃً فَیَعْرِفُہُمْ بِسِیْمَاہُمْ وَاَعْمَالِہِمْ۔	آپکی امت کے اعمال صبح و شام پیش ہوتے ہیں اور آپ امت کو انکی علامات سے جانتے ہیں اور انکے اعمال سے واقف ہیں۔

۶۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ میں ہے۔

حضرت سعید ابن المسیب کہتے ہیں:۔

لَیْسَ مِنْ یَّوْمٍ اِلَّا یُعْرَضُ عَلَی النَّبِیِّ اَعْمَالُ اُمَّتِہٖ غُدْوَۃً وَّعَشِیَّۃً یَعْرِفُہُمْ بِاَسْمَائِہِمْ وَاَعْمَالِہِمْ وَلِذٰلِکَ یَشْہَدُ عَلَیْہِمْ۔	کہ ہر دن حضور علیہ السلام پر صبح و شام امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور حضور اپنے ہر امتی کے نام اور اسکے اعمال سے واقف ہیں اسی لئے قیامت کے دن گواہی دیں گے۔

اسی مضمون کی حدیث مسلم شریف۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ مسند امام احمد میں بھی ہے ان تینوں منقول اور انکی تفاسیر سے یہ ثابت ہوا کہ حضور کی نظروں سے عالم کا کوئی ذرہ پوشیدہ نہیں ہے اور یہی معنی ہیں حاضر ناظر کے۔

احادیث

(۱) مواہب لدنیہ میں طبرانی سے روایت ہے (جلد ۲ صفحہ ۱۹۲) حضرت عبداللہ ابن عمر راوی۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْہَا وَاِلٰی مَا ہُوَ کَائِنٌ فِیْہَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ہٰذِہٖ۔	اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا کو ظاہر کیا میں دنیا کی طرف اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے اسکی طرف اسطرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو

اس حدیث کی شرح میں علامہ زرقانی لکھتے ہیں:

اَیْ اَظْہَرَ وَکَشَفَ لِیَ الدُّنْیَا بِحَیْثُ اَحَطْتُ بِجَمِیْعِ مَا فِیْہَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْہَا اِلخ اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّہٗ نَظَرٌ حَقِیْقِیٌّ وَدَفَعَ اَنَّہٗ اُرِیْدَ بِالنَّظَرِ الْعِلْمُ۔ (زرقانی جلد ۷ صفحہ ۲۳۴)	رفع کے معنی یہ ہیں اللہ نے حضور کیلئے دنیا کو ظاہر فرمایا اور اس کا کشف کیا۔ نظر سے مراد نظر حقیقی ہے مجازی معنی صرف علم نہیں ہیں (بلکہ نظر سے مراد حضور کا حقیقۃً اپنی آنکھوں سے دنیا و ما فیہا میں قیامت تک ہو گا۔ دیکھنا مراد ہے)

(۲) مشکوٰۃ میں حضرت ثوبان سے روایت ہے حضور نے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَہَا وَمَغَارِبَہَا	اللہ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی۔ میں نے اسکے مشرق و مغرب کو دیکھ لیا

مظاہر حق صفحہ ۳۰۵ پر اس حدیث کا ترجمہ یوں ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین سمیٹی اسکو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دکھایا دیکھا میں نے اسکے مشرقوں اور مغربوں کو۔ یعنی تمام زمین کو۔

(۳) مَا مِنْ شَیْءٍ لَّمْ اَکُنْ اُرِیْتُہٗ اِلَّا رَاَیْتُہٗ فِیْ مَقَامِیْ ہٰذَا۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۸)	حضور نے فرمایا کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے نہ دکھائی گئی ہو میں اپنے اس مقام سے ہر شے کو دیکھ رہا ہوں۔

(۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ تَرَوْنَ مَا اَرٰی اِنِّی اَرٰی مَوَاقِعَ الْفِتَنِ فِیْ خِلَالِ بُیُوْتِکُمْ ۔ (جامع صغیر ج ۱ ص ۱۶۲)

حضور نے فرمایا کیا تم وہ دیکھتے ہو جو میں دیکھتا ہوں میں تمہارے گھروں میں فتنے اٹھنے کی جگہ کو بھی دیکھ رہا ہوں۔

علامہ نبہانی کا ارشاد

اسی لئے علامہ یوسف ابن اسمٰعیل نبہانی اپنی کتاب جواہر البحار کے صفحہ ۳۴۰ جلد ۱ پر فرماتے ہیں :

اِنَّ جَسَدَہٗ الشَّرِیْفَ لَا یَخْلُوْ مِنْہُ زَمَانٌ وَّلَا مَکَانٌ وَّلَا مَحَلٌّ وَّلَا اِمْکَانٌ وَّلَا عَرْشٌ وَّلَا لَوْحٌ وَّلَا کُرْسِیٌّ وَّلَا قَلَمٌ وَّلَا بَرٌّ وَّلَا بَحْرٌ وَّلَا سَھْلٌ وَّلَا وَعْرٌ وَّلَا بَرْزَخٌ وَّلَا قَبْرٌ۔

حضور کے جسد شریف کی تجلی سے نہ زمانہ خالی ہے نہ مکان نہ محل خالی ہے نہ امکان نہ عرش خالی ہے نہ لوح ۔ نہ کرسی خالی ہے نہ قلم ۔ نہ بحر خالی ہے بر ۔ نہ نرم زمین خالی ہے سخت ۔ نہ برزخ خالی ہے نہ قبر

یعنی سید عالم [illegible] علیہ وسلم [illegible] فرما ہیں ۔ زمان مکان ۔ امکان ۔ عرش و فرش ۔ لوح و قلم و کرسی ۔ برزخ و قبر سب جگہ حاضر ناظر ہیں کوئی مقام کوئی جگہ ایسی نہیں جس کو حضور علیہ السلام نہ دیکھ رہے ہوں اور انوار ریزی نہ فرما رہے ہوں ۔ گویا کہ آفتاب نبوت و مہتاب رسالت اپنی تجلیات و انوار سے تمام عالم کو روشن و منور فرما رہا ہے ۔

توضیح

ان آیات و احادیث اور انکی تشریح و تفصیل سے آفتاب کیطرح روشن ہو گیا کہ حضور سید المرسلین کو اللہ تعالیٰ نے وہ قوت بصیرت عطا فرمائی ہے اور حضور علیہ السلام کو وہ نور ملا ہے جس کے سبب عالم کی کوئی شے آپ سے مخفی و پوشیدہ نہیں ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ آپکے پیش نظر ہے ۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مرتبہ و مقام اور معجزہ ہے جس کا نام حاضر و ناظر ہے ''

خوابگاہِ مصطفیٰ

خوابگاہِ مصطفیٰ ہیں تیری عظمت پر نثار
تجھ میں آسودہ ہیں محبوبِ خدائے کردگار
خم ہوگئی پشتِ زمین اس طعنہ زنی سے
سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا

محلِ وقوع

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کا محلِ وقوع حضرت سیدہ عفیفہ طاہرہ مقدسہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان ہے سب سے پہلے بحکم نبوی خود سرکارِ دو عالم بعد از وفات اس خطۂ پاک میں جلوہ فگن ہوئے ۔ بعدہ حضرت صدیقِ اکبر و فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اسی مقدس بقعۂ ارض میں مدفون ہونے کا شرف حاصل ہوا ۔ اور اس طرح وہ معیت جو ان دونو خلفاء کرام کو حضور علیہ السلام سے دنیا میں حاصل تھی وہ عالمِ برزخ میں بھی قائم رہی

تعمیر روضۂ اقدس

روضۂ اقدس کی ابتدا اس چار دیواری سے ہوئی جس کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کچی اینٹوں سے بنوایا تھا ۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی حجرہ میں مدفون ہوئے تو ۸۵ھ میں حضرت عمر بن عبد العزیز نے بحکم ولید کچی دیوار کی جگہ پکی چار دیواری بنوا دی ۔ یہ دیوار بناتے وقت جب کھودا گیا تو دو انسانی پاؤں دکھائی دیئے ۔ حضرت عروہ بن زبیر نے بتایا یہ پاؤں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے

ہے۔ بعدہ ــــــ میں غازی نورالدین شہید نے روضہ تعمیر کیا جس کی مختصر تفصیل یہ ہے:

صلیبی جنگ کے دوران میں ۵۵۷ھ میں ۲ رومی عیسائی مغربی حاجیوں کے بھیس میں مدینہ میں داخل ہوئے وہاں انھوں نے محبت رسول اور دینداری کا اظہار کیا اور کہا ہم تو صرف اس لئے ترکِ وطن کر کے یہاں آئے ہیں کہ جوار (پڑوس) رسول اللہ میں رہیں اور عبادت کریں۔ مدینہ والے ان کی یہ بے پناہ عقیدت اور داد و دہش دیکھ کر ان پر ریجھ گئے اور روضہ مطہرہ کے بالکل متصل ان کو رہنے سہنے کے لئے ایک مکان بھی دیدیا۔ ان بزدلوں اور منافقوں نے اندر سے ہی روضہ پاک کی طرف سرنگ کھودنا شروع کی تاکہ اپنے ناپاک ہاتھوں سے جسد نبوی کی گستاخی کریں رات بھر کھودتے تھے اور صبح سویرے چمڑے کے دو تھیلوں میں وہ مٹی بھر کر جنت البقیع کے گرد و پیش ڈال آتے تھے اور پھر بقیہ دن ادھر ادھر کے نخلستانوں اور قبا وغیرہ کی زیارت گاہوں میں گھوم گھوم کر پانی پلاتے۔ یہ زمانہ سلطان نورالدین شہید محمود بن زنگی کا تھا۔ اور عرب ان کے زیر اثر آچکا تھا۔ اس نے ایک رات رحمتِ عالمؐ کو خواب میں دیکھا کہ آپ دو گورے آدمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ یہ دونوں کتے مجھے ستا رہے ہیں اور تو خبر نہیں لیتا۔

سلطان یہ خواب دیکھ کر چونک پڑا۔ اور صبح کو علماء سے اس کی تعبیر دریافت کی۔ مگر وہ نہ بتا سکے اور سلطان نے اس طرح تین راتیں متواتر خواب دیکھا۔ آخر صبر سے باہر ہو کر یہ خیال کیا۔ کہ مدینہ میں ضرور کوئی حادثہ ہوا ہے اور مجھ کو جلدی وہاں پہنچنا چاہیئے۔ چنانچہ وہ اپنے وزیر جمال الدین موصلی و بیس دیگر اراکین مجلس اور ۲۰۰ سپاہیوں کو ہمراہ لیکر سولہ روز میں شام سے مدینہ پہنچ گیا۔ مدینہ والے اس کی اچانک آمد پر سخت حیران ہوئے چنانچہ امیرِ مدینہ نے جب ان سے اچانک آنے کا سبب پوچھا تو آپ نے اس کو تنہائی میں لے جاکر یہ ساری حیرت انگیز داستان سنائی۔ اور پوچھا کہ روضۂ پاک میں کوئی جدید امر تو ظاہر نہیں ہوا۔ اس نے کہا۔ نہیں۔

پھر سلطان کو بھی لے جاکر معائنہ کرایا۔ سب چیزیں بدستور تھیں۔ مگر سلطان کو جو کھٹکا لگا ہوا تھا۔ اسی طرح بدستور رہا۔

تب امیر نے آپ سے یہ کہا کہ اگر آپ ان دو شکلوں کو دیکھ کر پہچان سکیں تو میں انعام و اکرام اور سلام و دعا کے بہانے سے تمام اہلِ مدینہ کو آپ کے سامنے سے گزار دوں؟

سلطان نے فرمایا۔ میں ان کو یقیناً پہچان لوں گا۔ آخر یہی کیا گیا اور سب لوگ سامنے سے گزار دیئے گئے مگر وہ دونوں صورتیں نظر نہ آئیں۔ سلطان نے پوچھا کیا کوئی اور باقی نہیں رہا؟

امیر نے کہا۔ نہیں۔ ہاں۔ صرف دو مغربی حاجی ہیں۔ جو نہایت صالح۔ سخی۔ جواد۔ عفیف۔ عبادت گزار۔ گوشہ نشین ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ان کو بھی بلا لاؤ۔ جب وہ آگئے۔ تو سلطان جو گھڑی بھر سے ان کی مدح و ثنا اور دینداری اور تقویٰ کی تعریفیں سن رہا تھا۔ حیران ہو گیا اور امیر کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا۔ ہاں یہ وہی ہیں۔ لیکن سلطان نے تفتیش کرنے سے پہلے کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا۔ چنانچہ ان سے مصافحہ کیا۔ عزت و احترام سے بٹھا کر ان سے باتیں کیں گفتگو کرتے ہوئے اُن کے ہمراہ اس حجرہ میں جا نکلا جس میں وہ رہتے تھے۔ گو وہ اپنے طور پر مکان کے اندر باہر غور سے دیکھتے رہے لیکن اس سرسری مطالعہ سے کچھ چیز بظاہر نظر نہ آئی۔ طاق میں صرف قرآنِ حمید، وعظ و نصیحت چند کتابیں اور فقراء کے لئے مدینہ پر صدقہ و خیرات کرنے

ایک گوشہ میں تھوڑا بہت کچھ مال پڑا ہوا نظر آیا۔ یا وہ چٹائی دکھائی دی جس پر ڈرویش منش منافق اٹھتے۔ بیٹھتے تھے اور سوتے تھے۔ سلطان مایوس ہو کر جب واپس آنے لگا۔ تو اس کو فرش کے نیچے پاؤں تلے کوئی چیز ہلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ چٹائی کو اٹھوایا تو دیکھا کہ ایک تختہ ہے اس کو ہٹایا تو اندر سرنگ نظر آئی جو روضۂ پاک کی طرف کھودی جا رہی تھی۔ اسی وقت ان دونوں کو گرفتار کر لیا گیا اور ان سے ساری کیفیت دریافت کی۔ ان دونوں نے اعتراف کیا کہ ہم اپنی حکومت کی طرف سے بھیجے گئے تھے کہ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس نعش کو نکال کر روم میں لے جائیں؛

کہتے ہیں کہ جس رات یہ سرنگ روضۂ اطہر کے قریب پہنچنے والی تھی! اس رات ابر و باراں بجلی اور زلزلہ عظیم آیا جس سے لوگ انتہائی وحشت اور پریشانی کی حالت میں مبتلا تھے۔ آخر وہ دونوں ملعون حجرے کے متصل جالی والی دیوار کے نیچے قتل کر دیئے گئے؛

سلطان اس جانکاہ حادثہ کے تصور سے دیر تک زار و قطار روتا رہا۔ اس کے بعد بہت سا سیسہ جمع کیا اور حجرۂ نبوی کی بنیادوں کو ۹ ذراع تک کھدوا کر نیچے سے سطح زمین تک ان میں وہی سیسہ پلوا دیا۔ تاکہ آئندہ اس قسم کی حرکات کا امکان ہی نہ رہے۔ پھر بدستور ان بنیادوں پر دیواریں کھڑی کر دی گئیں صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

آخری تعمیر ملک اشرف نے کرائی۔ جو آج تک موجود ہے اور زیارت گاہ خلق و ملائک ہے۔ اور عاشقانِ نبوی کے دل کی تسکین ہے۔

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
جنید و بایزید ایں جا نفس گم کردہ مے آمد

زیارت روضۂ انور

قرآن حکیم میں جہاں دیگر احکامات کا بیان ہے وہاں ادبِ نبوی کے قوانین و ضوابط بھی بیان کئے گئے ہیں نیز حضور کی عزت و تعظیم قیامت تک کے لئے فرض ہے اور آپ کی حیات و وفات دونو خیر و برکت ہیں۔ قرآن حکیم میں ایک جگہ ارشاد ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا جَآءُوْكَ اس آیت میں ہر شخص کے لئے خواہ وہ قریب ہو یا بعید دعوتِ زیارت موجود ہے۔ اور لفظ جَآءُوْكَ مطلق ہے جس کا خطاب صرف حیاتِ ظاہری سے نہیں بلکہ حیات ظاہری و برزخی دونو سے ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وفات کے بعد بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات اور حل مشکلات کا سلسلہ جاری ہے،

احادیث

ابتدائے اسلام میں نبی علیہ السلام نے زیارتِ قبور سے منع فرمایا تھا۔ مگر بعد میں زیارتِ قبور کی اجازت دی۔ بلکہ زیارتِ قبور کو ثواب قرار دیا اور عام مسلمانوں کو اجازت دی کہ وہ اپنے اسلاف کے مقابر پر جا کر فاتحہ خوانی کریں۔ اور ثواب دارین حاصل کریں۔ لیکن سب سے زیادہ حصولِ ثواب حضور کے روضہ اقدس کی زیارت کا ہے۔ چنانچہ شفاء السقام میں متعدد حدیثیں موجود ہیں یہاں چند ایک نقل کرتا ہوں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔

(۱) مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ۔	جس نے میرے روضہ کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔
(۲) مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَكَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ۔	جس نے بعد از وفات میری زیارت کی تو اس نے گویا میری حیات میں میری زیارت کی

Scanned with CamScanner

(۳) مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يَزُرْنِيْ فَقَدْ جَفَانِيْ۔ — جس نے حج تو کیا۔ مگر میری زیارت نہ کی۔ اس نے جفا کی۔

(۴) مَنْ زَارَنِيْ مُتَعَمِّدًا كَانَ جِوَارِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔ — جو قصداً میری زیارت کے لیے مدینہ آیا۔ وہ قیامت کے دن میرا پڑوسی ہوگا

(۵) مَنْ جَاءَنِيْ زَائِرًا لَا يَتَعَمَّدُ حَاجَةً كَانَ حَقًّا عَلَيَّ اَنْ اَكُوْنَ شَفِيْعًا — جو شخص محض میری زیارت کے لیے مدینہ آیا کسی اور کام کے لئے نہیں آیا تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔

ان احادیث میں خط کشیدہ الفاظ سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ مدینہ شریف میں صرف نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضۂ اقدس کی زیارت اور محض آپ کے دیدار کی غرض سے جانا سفر کرنا جائز نہ بلکہ مستحب ہے ؎

اب اہل انصاف خود فیصلہ کرلیں کہ زیارتِ نبوی کے لئے سفر کا جواز ثابت ہوا یا نہیں۔ اس مسئلہ میں عاشقانِ نبوی کا نعرہ تو یہی ہے کہ ؎

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد و آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ برحمتک یا ارحم الراحمین

خوب یاد رکھیئے

رضوان کا یہ میلاد نمبر مدیر رضوان کی تالیف "خصائص مصطفےٰ" کے تمام مضامین پر مشتمل ہے اور صرف ماہ ربیع الاول ۱۳۷۳ھ میں آٹھ آنے میں دیا جا رہا ہے ماہ ربیع الاول کے گذر جانے کے بعد اس نمبر کی قیمت ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک ہوگی۔ یہ نمبر کتاب خصائص مصطفےٰ کے نام سے علیحدہ چھپ کر تیار ہو چکا ہے۔ بیرونجات کے حضرات ۸ر کے ٹکٹ ڈاک بھیج کر اس نمبر اور اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔ ورنہ ماہ مبارک کے گزر جانے کے بعد اس نمبر کی قیمت ایک روپیہ ہوگی۔ (مدیر)

رضوان کا یہ نمبر

ماہ نومبر کی دونوں اشاعتوں پر مشتمل ہے۔ اس لئے اب رضوان ۱۴ دسمبر کو شائع ہوگا۔ قارئین کرام نوٹ کرلیں ؎

محبان رضوان

کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر انہیں رضوان کا یہ عظیم الشان متبرک نمبر پسند آیا ہے تو یہ نمبر دکھا کر ایک دو تین خریدار بنائیں اور ایک دینی رسالہ کی اشاعت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں ؎

سید محمود احمد رضوی پرنٹر پبلشر نے کوآپریٹو پریس سے چھپوا کر دفتر رضوان اندرون دہلی دروازہ لاہور سے شائع کیا۔

شانِ محمد سرورِ عالم صلی اللہ وسلم
آیۂ رحمت خیرِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم
سبحان اللہ قبلِ ولادت دیتے رہے ہیں اُن کی بشارت
موسیِٰ عمراں عیسیِٰ مریم صلی اللہ علیہ وسلم
حاملِ قرآں واضعِ فرقاں فاتحِ برہاں مشعلِ عرفاں
پیکرِ وحدت فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
مرکزِ اوّل دائرۂ آخر، ہادیِ برحق مخبرِ صادق
ظلِّ الٰہی، نور کا پرچم صلی اللہ علیہ وسلم
مہرِ رسالت ماہِ نبوّت، مخزنِ رحمت مصدرِ حکمت
علمِ لدنی فضلِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم
مظہرِ قدرت شانِ ہو اللہ زینت و نازِ عرشِ معلّیٰ
نورِ مجرّد، نیّرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
سیّدِ والا، فخرِ سعادت۔ نجم کے حامی شافعِ اُمّت
حکمِ الٰہی، امرِ مسلّم صلی اللہ علیہ وسلم

(نجم نعمانی)

صلی اللہ علیہ وسلم

اعلیحضرت مولٰنا
احمد رضا خاں صاحب
بریلوی علیہ الرحمۃ

السلام

مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام — شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم — نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام
شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود — نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام
صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر — نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام
عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں — اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام
خلق کے دادرس سب کے فریاد رس — کہفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود — ہم غریبوں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں — اس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا — اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام
جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی — ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا — اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام
ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا — موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام
کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا — اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند — اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
ان کے مولےٰ پہ ان پر کروڑوں درود — ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام
کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور — بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا — مصطفٰے جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

رضوان میلاد نمبر

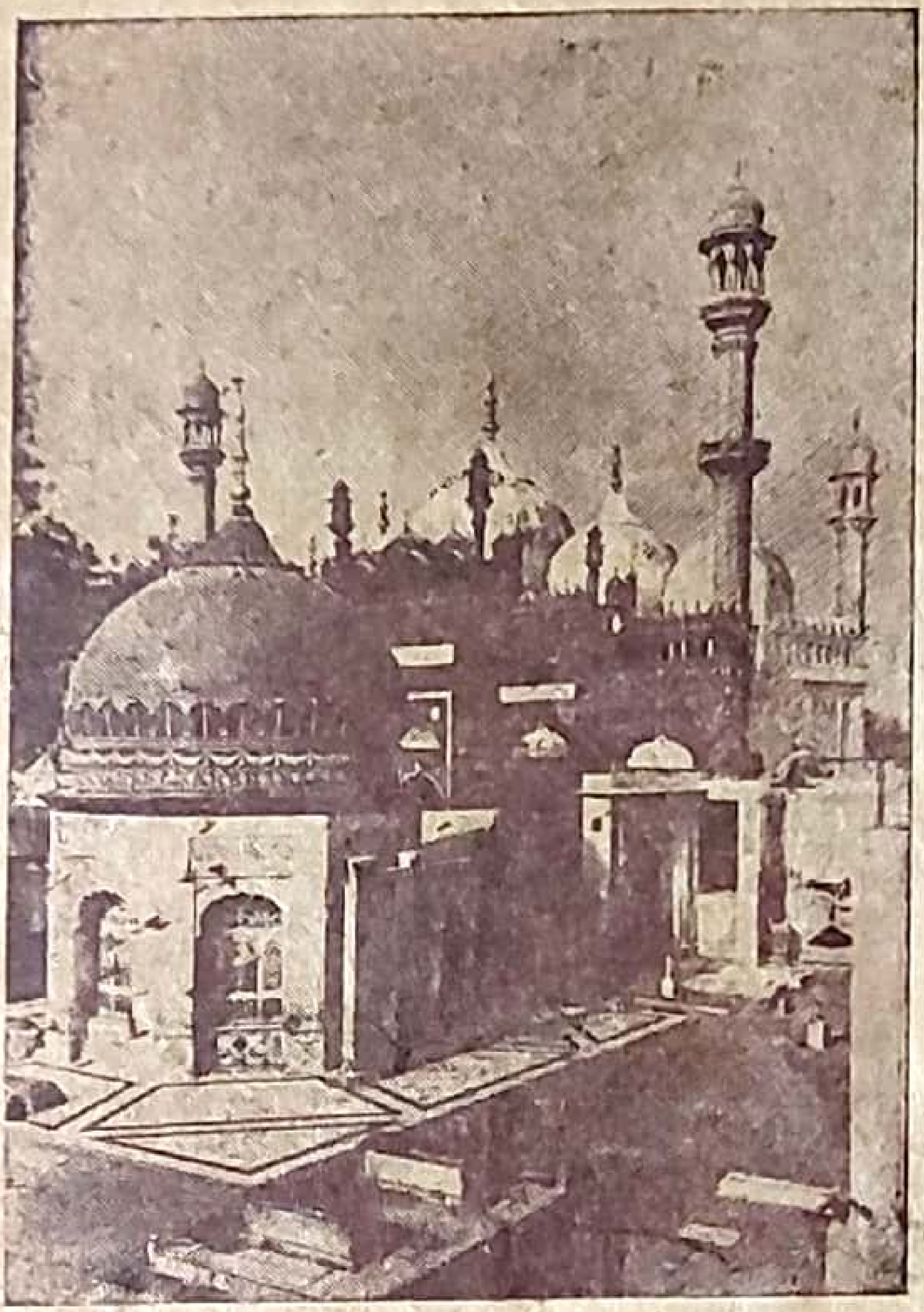

روضہ مبارک مخدوم سید علی ہجویری
المروف داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ
لاہور

★

روضہ مبارک

حضور خواجہ معین الدین چشتی
اجمیری علیہ الرحمۃ

حضور علیہ السلام بے مثل بے مثال کی چادر بیلا میلاد

ملتان

۱۹۲۱

4570 ۱۴۹

1 انتیاد شرکا رکھنات

2 فاتحہ خلف امام کی مخالفت ۱۸۲

3 تراویح میں بیس کی تحقیق

۶ سیدنا غوث اعظم ص ۲۵۰

۷ حضور علیہ السلام کے عالم کی [illegible]

(۸) عرس کیلیے ص ۱۵۲

(۹) شیرینی کی مٹی میلاد کرنے کیلیے ص ۸۰ شروع

۱۰ حج کا مختصر طریقہ ص ۲۸۵

RTNIGHTLY
VAN Lahore

لاہور کے نظارے

R. L. NO. 5473

شالامار باغ

بادشاہی مسجد

حضوری باغ

مقبرہ جہانگیر

چو برجی

صرف سرورق "فرینڈز آرٹ پریس لاہور" میں طبع ہوا